

آل واصحاب کی تاریخ کا مطالعہ کیسے کریں؟

کیف نقرا تاریخ الال واصحاب؟

تالیف: عبدالکریم بن خالد الحرینی ترجمہ: عبدالحمید الطھر



آل واصحاب کی تاریخ کا مطالعہ کیسے کریں؟

تالیف

عبدالکریم بن خالد الحرینی

ترجمہ

عبدالحمید الطھر

فہرست مضامین

۵	مقدمہ
۶	پیش لفظ
۸	عرض مولف
	پہلا باب:
۱۰	تاریخ کے مطالعے میں کوتاہی کے اسباب
۱۲	پہلا سبب
۱۴	دوسرا سبب
۱۵	تاریخ کا غلام و اسلوک میں امام بھری کا اسلوب تحریر
۱۹	تیسرا سبب
	دوسرا باب:
	آل بیت اور صحابہ کی تاریخ کے سلسلے میں شبہات کی تردید کے اصول و ضوابط ۲۲
	تیسرا باب:
۳۸	آل بیت کے بارے میں شبہات کی تردید کے اصول و ضوابط
۳۹	چھ امور سے چوکنا رہنا ضروری ہے:
۴۱	پہلا امر
۴۵	دوسرا امر
۴۵	تیسرا امر
۴۳	چوتھا امر

نام کتاب	:	کیف تقرأ تاریخ الدال والذ صحاب!
اردو نام	:	آل و اصحاب کی تاریخ کا مطالعہ کیسے کریں؟
تصنیف	:	عبد اکرم بن خالد الحری
ترجمہ	:	عبد الحمید الطبر

پانچواں امر

۵۳

چھٹا امر

۵۸

چوتھو سب:

تاریخ کے اہم قابل اعتماد رائج و معرور

۵۵

بعض قابل اعتماد رائج

۵۷

حدیث کی اہم کتابیں

۶۰

بعض اہم معاصر کتابیں

۶۱

پانچواں سب:

تاریخ اسلامی کو نسخ کرنے والی کتابیں

۶۴

خلائے کلام

۷۷

اپنے خیالات پیش کرنے کی درخواست

۷۸

مقدمہ

شیخ ذاکر عائض القرنی

الحمد لله، والصلاة والسلام على رسول الله وآله وصحبه ومن
والآله.

میں نے داعی عبد الکریم اعربی کی زیر نظر کتاب "آل واصحاب کی تاریخ کا مطالعہ
ہم کیسے کریں" پڑھی تو محسوس ہوا کہ انھیں حسن استدلال، مضبوط دلائل، بہترین
اسلوب، روانہ اور خوبصورت طرز تحریر میں نمایاں مقام حاصل ہے، وہ آل اور اصحاب
رسول ﷺ کے سلسلے میں اہل علم و محققین سلف صالحین کے منہج کے مطابق صحیح عقیدہ سے
متعلق یہ مختصر کتاب ایک عظیم کتاب کے درجے میں ہے، موصوف کا علم اور فہم قابلِ بھروسہ
ہے، استدلال کو اس کتاب کی تالیف پر بہترین اجر عطا فرمائے اور آل واصحاب سے متعلق ان
کی بقیہ کتابوں اور مضمونوں پر بھی اجر عظیم عطا فرمائے، اور ان کی کاوشوں کو قبول فرمائے۔

ذاکر عائض القرنی

۱۶/۱/۱۴۲۷ھ

پیش لفظ

شیخ ڈاکٹر حاتم اشرف العونی

الحمد لله ذي الجلال، والصلاة والسلام على رسول الله

وأزواجه وأئله، أما بعد:

میں نے محترم بھائی عبدالکریم بن خالد حربی کی کتاب ”آلہ اصحاب کی تاریخ کا مطالعہ ہم کیسے کریں“ پڑھی تو مجھے محسوس ہوا کہ انھوں نے اختصار کے باوجود تاریخی کتابوں سے صحیح طور پر فائدہ اٹھانے کے اہم نکات کو واضح کیا ہے، خصوصاً ان کتابوں سے جن کا تعلق خلفائے راشدین کی تاریخ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے حالات زندگی اور رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت سے ہے۔

اس کتاب کا امتیاز یہ ہے کہ اس موضوع سے متعلق نئی تحقیقات اور کتابوں سے معلومات کو جمع کیا گیا ہے اور ان کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے، اس کے علاوہ مصنف نے (اللہ ان کو توفیق عطا فرمائے) اپنے خیالات اور نتائج کا اضافہ کیا ہے، جس کی وجہ سے اس طریقہ کار اور اسلوب کو اختیار کرنے میں آسانی پیدا ہوگی ہے جس سے غفلت بردار حقیقت کے متلاشی کے لیے جانگزیں نہیں ہیں، مصنف محترم نے اہم تاریخی روایات کو پرکھنے اور جانچنے کے طریقہ کار سے واقف ہونے میں متعلق کا تعاون کیا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ کتاب سب تاریخ اور ان کتابوں میں تاریخ پیش کرنے کے امالیب، ان کتابوں میں کمی بیشی کے مواقع اور صحیح مواقع پر حمیہ کے منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کا پہلا اور اہم اقدام ہے، ان تمام امور کے ساتھ تاریخی نقد کے نشانات کو بھی واضح کیا گیا ہے۔

اگر اس کتاب میں صرف اس بڑی غلطی کی نشاندہی ہی کی جاتی کہ بعض مصنفین

تتہید یا بحث و تہیص کے بغیر ہی بعض تاریخی روایات کو نقل کرتے ہیں، کبھی ان روایتوں کو نقل کرنے کا مقصد صرف اپنی خواہشات کی پیروی اور تاریخی حقائق کو عداً نسخ کرنا ہوتا ہے، یہ وضاحت ہی اس کتاب کی اہمیت کے لیے کافی تھی، بلکہ اس سے آگے اس کتاب میں تصنیف و تالیف کے اس غلط اسلوب کی قیامت بیان کی گئی ہے اور صحیح طرز تصنیف و تالیف کی وضاحت کی گئی ہے۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ محترم بھائی کو اپنا یہ منصوبہ مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس بہترین کتاب کے فائدے کو عام فرمائے اور دنیا اور آخرت میں ان کی کاوشوں کو قبول فرمائے۔

صرف اللہ ہی کی تعریف ہے، اور درود و سلام ہو اس ذاتِ عالی پر جس کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں۔

ڈاکٹر حاتم بن عارف العونی

دکن مجلس شوری

ریڈر جامعہ اسلامیہ القرآنیہ شعبہ قرآن و حدیث

نگران اعلیٰ علمی تنظیم برائے نصرت خاتم الانبیاء

عرض مولف

الحمد لله الذي جعل تاريخ المسلمين الأوائل مشرقا نقياء
والصلاة والسلام على من بعثه الله هاديا نبيا، وعلى آله وصحبه ومن
والاه، ومن كان تقيا.

ہم رکن ہجرت اسلامی تاریخ کو کھلواڑ کرنے والوں کے ہاتھوں، دشمنوں کے
حبیبیت اور افترا و اتوا تفویں کی ذواتیت سے محفوظ رکھنا اور اس کو بچانا اہل علم و معرفت کی
ذمے داریوں میں سے ہے، ہماری تاریخ کو مستشرقین کے ہاتھوں میں نہ چھوڑا جائے کہ وہ
اس کو اپنی منشا کا ہدف بنائیں، اسی طرح جان بوجھ کر دشمنان اسلام کے سامنے
چھپنے والے لوگوں کے ہاتھوں میں بھی نہ چھوڑا جائے، تاکہ وہ ہمارے آباء و اجداد اور
ہم رے عزت و شرف کو داغ دار بنانے اور سچ کرنے کے لیے تاریخ سے منہی مواد کا انتخاب
نہ کریں، جس کی خاطر ایسے لوگ اپنے مطلب اور مقصد کے لیے تاریخ کا بعض وہ حصے لیتے
ہیں جو ان کا مقصد پورا کرتے ہیں اور دوسرے حقائق کو چھوڑ دیتے ہیں، اللہ ان چیزوں کو ظاہر
کر کے رہے گا جن کو یہ لوگ چھپتے ہیں۔

آج کے زمانے میں بہت سی قومیں ایسی ہیں جو اپنی نئی تاریخ وضع کرنا چاہتی ہیں،
جس کی خاطر وہ اس دعویٰ کے ساتھ پتھروں اوروراق کو جمع کرتے ہیں، سرقلیس کھودتے ہیں،
گھروں کو ڈھاتے ہیں اور مسجدوں کو ویران کرتے ہیں کہ یہاں ان کی تاریخ اور وراثت
پیشیدہ ہے، اس نام نہاد تاریخ سے واقف ہونے کی امید میں یہ لوگ کھدائی کرتے ہیں، بحث
و تحقیق کرتے ہیں اور بہترین جگہوں کو ویران کرتے ہیں، یہ صرف اس قوم (یہودیوں) کا ہی
حال نہیں ہے، بلکہ یہ حال اس زمانے میں بلکہ ہر زمانے میں بہت سی قوموں کا ہے۔

ان قوموں کے مقابلے میں ہماری امت کا کیا حال ہے، جس کے پاس روشن تاریخ
ہے، کتابوں میں مدون موجود ہے، لیکن ہم لوگ اس پر توجہ نہیں دیتے؟ ہمارے لیے
ضروری ہے کہ ہم اپنی تاریخ کا مطالعہ تحقیق و تحقیص کے ارادے سے اس کو سچ کرنے والی
معلومات سے چھانٹیں اور جھوٹ سے صاف کرنے کے لیے کریں، تاکہ اس کو پاک
وصاف اور روشن و تابناک بنا کر سامنے لایا جائے، جس سے لوگوں کو فائدہ ہو، جیسا کہ اللہ
رب العزت کا فرمان ہے: "فَأَمَّا الرَّبُّذُ فَيَنْدُهِبُ جُفَاءً وَأَنَا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ
فَيَنْفِكُ فِي الْأَرْضِ، كَذَلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ"۔ (الرعد ۷۱) جھاگ تو ناکارہ
ہو کر چلا جاتا ہے، لیکن جو نفع دینے والی چیز ہے وہ زمین میں ٹھہری رہتی ہے، اللہ تعالیٰ اسی
طرح مثالیں بیان کرتا ہے۔

اسی مقصد کو مد نظر رکھتے ہوئے ان چند اوراق و ترتیب دی گئی ہے کہ جو ہماری تاریخ کو
اس کے مصادر و مراجع اور صحیح طریقے پر پڑھنا چاہتا ہے اس کے لیے بیحد نادر اور سموار راستہ بن
جائے تاکہ اس کا دل مطمئن ہو جائے اور اس کی مشکلات حل ہو جائیں۔

میں نے اس کو پانچ ابواب میں تقسیم کیا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں:

پہلا باب: تاریخ کے مطالعے میں کوتاہی کے اسباب

دوسرا باب: آل واصحاب کی تاریخ سے متعلق شبہات کی تردید کے قواعد

تیسرا باب: آل بیت سے متعلق شبہات کی تردید کے قواعد

چوتھا باب: تاریخ اسلامی کی اہم قبلہ و اہم ذکات میں

پانچواں باب: وہ کتابیں جن سے اسلامی تاریخ صیغ ہوئی ہے

ختمہ: جس میں کتاب کا خلاصہ چند صفحات میں پیش کیا گیا ہے

والله ولي التوفيق

عبدالمعز بن خالد الحرملی

بہت سی معاصر تاریخی تحقیقات میں کوتاہی کے تین اسباب بیان کیے گئے ہیں، جو مندرجہ ذیل ہیں: (۱)

پہلا سبب

بہت سے مسلمان بعض مستشرقین یا مستشرقین سے متاثر ہونے والے مسلمانوں یا زر خرید مصنفین کی کتابوں کے شکار ہو گئے ہیں، جو ان اعموم ہاری اسلامی تاریخ میں اور خصوصاً پاکیزہ اہل بیت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تاریخ میں مختلف جھوٹ اور بے سرو پا باتوں کو بہترین انداز میں پیش کرتے ہیں۔

پھر یہ لوگ ان جھوٹی معلومات کو اپنی کتابوں کی بنیاد بناتے ہیں، گویا یہ مسلمات میں سے ہیں، تاریخی کتابوں میں ان کی موجودگی پر اعتماد کرتے ہوئے سادہ لوح قارئین میں ان کتابوں کو ترویج دیتے ہیں، گویا تاریخ کی کتابوں میں موجودگی ہی سچائی اور ثبوت کے لیے کافی ہے، حالانکہ تاریخی کتابوں میں بہت سے جھوٹ اور باطل معلومات موجود ہیں، یہ لوگ دن رات علمی تحقیق کے قواعد کا راگ الاپتے ہیں، لیکن ان ہی قواعد کو منطبق کرنے سے غفلت برتتے ہیں؟!

بوجود یہ کہ ان کی نقل کردہ اور بیان کردہ اکثر معلومات کی یا تو سند ضعیف رہتی ہے، یا وہ روایت ہی موضوع اور گھڑی ہوئی ہوتی ہے، یا اس کی کوئی اصل

پہلا باب

تاریخ کے مطالعے میں کوتاہی کے اسباب

۱۔ ان اسباب کو ڈاکٹر عبد العزیز دہان نے اپنی مفید ترین کتاب "أحداث وأخبار عصر الخلفاء میں بیان کیا ہے جس میں ۷۳-۷۴ء کے حالات کو تحریر میں اضافہ کیا ہے اور جن میں اہم دلیل اور ضروری معلومات کو بڑھایا ہے۔

(۱) قیاسی حیلے و چال۔

ان میں سے اکثر لوگ اس حقیقت سے واقف ہیں، لیکن اس سے چشم پوشی کرتے ہیں! اس کا مقصد یہ ہے کہ ہماری عظیم تاریخ پر طعن و تشنیع کی جائے اور اس کی حیثیت گھٹائی جائے، وہ ہماری تاریخ کھتے وقت بری نیت اور دشمنی کے مقاصد کے کر بیٹھے ہیں، ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس عظیم امت کی ثابت شدہ قدروں میں طعن و تشنیع کی جائے اور اس میں شک پیدا کیا جائے، اور مسلمانوں کے درمیان فتنوں اور دشمنی کو بھڑکایا جائے، پھر ایک مسلمان کے لیے یہ کیسے جائز ہے کہ ایسے لوگوں کو اور ان کی لکھی ہوئی تحریروں کو اپنے اور اپنے دین، تاریخ اور وراثت کے درمیان واسطہ بنائے؟؟

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مارے مستشرقین یکساں ہیں، بلکہ ان کی کئی قسمیں ہیں، جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ ان تینوں قسموں سے دراصل عجیب کرنا صحیح نہیں ہے اور اس سے چٹائی حاصل نہیں ہوتی: ان میں سب سے زیادہ خطرہ کہ جسے ایسی روایتوں کی ہے جن کی کوئی اصل نہیں ہے، اور انہیں میں جن کی کوئی بھی سند یہ نہ ہو یہ صرف یہ کہ ان کو روایتوں کی کسی کی طرف منسوب کر دیا جاتا ہے، جس کو کوئی اپنے اور ایمان ایک دوسرے میں متعلق کرتے ہیں۔ نہ کہ اس کے بعد سب سے زیادہ خطرہ کہ وہ روایتیں ہیں جو موصوفین اور غزالی ہوتی ہیں یہ وہ روایتیں ہیں جن کی سندیں کوئی ایسا راوی ہی جو جو کتاب یونسی کا بخلاصت ثابت ہو چکا ہے، چنانچہ وہ اسناد و کتب کا ہے اور احادیث فقہیہ میں اور قصے پہلے طرف سے جاتا ہے، اس کے قیاسی اسباب ہیں، جن کو تفصیل کے ساتھ روایات کرتے ہی یہ جگہ سمجھنا ہے، البتہ اس کا سب سے اہم سبب اپنے مسلک کو قوی بنانا ہے۔ یہ سندیں ایسا محروک راوی ہوتا ہے جس کو عموماً کہا گیا ہو، کیوں کہ اس کی اکثر روایتیں حدیث کے گھڑنے والوں کی روایتیں کے متنازع ہوتی ہیں، ان راویوں کی سندوں کی نشان دہیاں یہ ہیں کہ ان کی روایت سے روایت حدیثیں غریب، منکر اور قرآن کریم اور صحیح احادیث کے مخالف ہوتی ہیں، ان حدیثوں کو یہ ان کرنے میں روایت کیا جاتا ہے، ان کے بعد اور ماہی راویوں میں سے کوئی ان کی متابعت نہیں کرتا، نہ وہ روایات اور حدیثوں کو ماننے والے لوگ ہیں۔ پھر ضعیف احادیث کا فقہر آتا ہے، ضعیف حدیث وہ ہے جس کی سند کے کسی راوی میں جرح، قعدہ، علی کے ائمہ کے نزدیک محروک و مشہور اسباب کی بنیاد پر ضعیف پڑ جاتا ہو۔ جو اس کی روایت کردہ حدیث کو صحیح ماننے میں رکاوٹ بنتے ہیں، اس کی قسمیں ہیں، ایک جس کو کوئی تابع ہو، دوسرا جس کو کوئی تابع نہ ہو۔

ہذا ان میں سے بعض ایسے ہیں جو حسد اور دشمنی کی وجہ سے عداوت ہماری تاریخ میں تحریف کرتے ہیں، اس پر طعن و تشنیع کرتے ہیں اور شک پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اس کے پیچھے دشمنی اور استعمار کے اسباب پوشیدہ رہتے ہیں، تاکہ وہ ملکوں کو ان کے اصلی باشندوں سے چھین لیں اور اللہ کے بندوں کو قتل کر دیں، اور اسلام کے تہذیبی و ثقافتی پھیلاؤ کو روک دیں۔ (۱)

اللہ ان میں سے بہت کم لوگ ایسے ہیں جنہوں نے ہماری وراثت پر تھوڑی بہت خیر جائیداد ائمہ علمی و افتاد میں توجہ دی ہے، اس دین سے دوری اور اس کی زبان (جو اس وراثت کی بنیاد اور محور ہے) سے ناواقفیت کی وجہ سے تھوڑے سے غور و خوض سے کوتاہی اور کمی کا اظہار ہوتا ہے، ان کوششوں میں سے ایک صلاح الدین وافی کی کتاب ”الوافی بالوفیات“ کی طباعت ہے اور دوسری کوشش ”المعجم المفہرس لألفاظ الحدیث النبوی الشریف“ ہے۔ (۲)

۱۔ علامہ محمد بن عبدالقدیر نے لے ہو کر دریافت سے کھلوا کر کرنے کے طریقوں کو اپنی بہترین کتاب "الوقایۃ علی القرائن" بعنوان "إلی حصائتہ من الجذبات علیہ" میں بیان کیا ہے۔ انھوں نے ان طریقوں کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور کہتے ہیں۔ چند کفار یعنی مشرکین چادوگری، کھانا، عجم، نجوم، جھوٹے قصے کہانیوں، خوش ادب، بدعظائم اور گمراہ کن خواہشات کی پیروی کرنے والوں کی کتابوں کو مسلسل چھپتے ہیں جن سے اخلاقی گڑے جاتے ہیں اور اللہ سے بددعا کی ناراض ہوتے ہیں، یہ گمراہی کی طرف دھوت ہے، حدیث شریف میں ہے "جو کوئی ہدایت کی طرف ہاتھ پیرا ہے تو اس کو ان سارے لوگوں کے اجر کے مطابق اجر ملتا ہے" ان کی پیروی کی ہے، جب کہ ان لوگوں کے ساتھ اثرات میں سے کچھ بھی کم نہیں کیا جاتا، یہ کوئی گمراہی کی وجہ دیتے۔ یہ تو اس کی پیروی کرنے والوں کے گناہ کے پتھر ہیں جو کوئی گناہ مناس ہے، جب کہ ان لوگوں کے گناہ میں سے کچھ بھی کم نہیں کیا جاتا۔" اجماع مسلم اور اصحاب سنی نے یہ روایت کیا ہے۔

۴۔ انہوں نے مجھ سے فریضہ پہنچا دے متعلق بعض حدیثوں کو طعن کیا ہے۔

دوسرا سبب

علم شرعی کا فقہان، علم و معرفت کی کمی، اور علمائے تاریخ اور ان کے قواعد سے ناواقفیت جن کا تعلق تاریخی روایتوں کو مدون کرنے اور بیان کرنے سے ہوتا ہے۔

بعض ناماء مشہور طبری اور ابن کثیر نے اپنی کتابوں میں صحیح حدیثوں کو بیان کرنے اور روایات، قصوں، واقعات اور حادثات میں کمزور روایتوں سے اعراض کرنے کی شرط نہیں لگائی ہے، بلکہ انھوں نے اپنا خاص اسلوب اپنایا ہے، جس کو انھوں نے اپنی کتابوں کے مقدموں میں بیان کیا ہے، تاکہ پڑھنے والے کے سامنے مکمل وضاحت ہو۔

لیکن عام طور پر بہت سے مفسرین، مصنفین اور متحققین ان قواعد اور مقدمات سے دور تھے اور اب بھی ہیں، ان قواعد سے ناواقفیت اور ان سے لاپرواہی برتنے کی وجہ سے ان کی تحقیقات اور کتابوں میں سچائی اور حق کا فقہان پایا جاتا ہے۔

اسی وجہ سے کتاب کا مقدمہ بڑی اہمیت رکھتا ہے اس لیے کتاب کے مطالعے سے پہلے مقدمہ پڑھنا ضروری ہے تاکہ ہمارے سامنے مصنف کا اسلوب اور منہج واضح رہے۔

اوپر بیان کردہ حقیقت کی وضاحت کے لیے مورعین کے منافع اور قواعد سے واقف ہونے کی اہمیت کی ایک مثال پیش کی جا رہی ہے، جو تاریخ الامم والملوک میں امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ اور اسلوب ہے۔

”تاریخ الامم والملوک“

میں امام طبری کا اسلوب تحریر

امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ (۱) اپنی کتاب کے مقدمے میں اپنے اسلوب تحریر کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”..... میری اس کتاب میں ماضی کے لوگوں سے متعلق جو بھی خبر بیان کی ہے، ان میں سے بعض کو قاری ناپسند کرے گا یا سننے والے کو ناگوار گزرے گا، کیوں کہ اس خبر کے صحیح ہونے کی کوئی وجہ اس کو معلوم نہیں ہوگی، اور حقیقت میں اس کے کوئی معنی بھی نہیں ہوں گے، اس کو یہ بات جان لینی چاہیے کہ ہماری طرف سے اس میں یہ بات نہیں لائی گئی ہے، بلکہ اس خبر کو نقل کرنے والوں میں سے بعض لوگوں سے اس کو نقل کیا گیا ہے، ہم نے اس کو اسی طرح ادا کیا ہے جس طرح یہ بات ہم تک پہنچی ہے۔“ (۲)

مذکورہ بالا عبارت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے قاری کے سامنے یہ بات وضاحت کے ساتھ رکھ دی ہے کہ اپنی اس کتاب میں انھوں نے بیان کردہ روایات میں صحیح ہونے کی شرط نہیں رکھی ہے، اس کی ذمہ داری نقل اور طبری: محمد بن جریر بن یزید الاصفہانی طبری، مفسر، محدث، مورخ، فقیہ، اصول فقہ کے ماہر، امام اور مجتہد، آپ کی پیدائش طبرستان میں ۲۲۹ھ کو ہوئی اور وفات ۳۲۰ھ کو ہوئی، آپ کی تصنیفات میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں: ”تاریخ الامم والملوک“، ”جامع البیان فی تائویث القرآن“۔

کرنے والے راویوں کے سر ہے، وہ اس کتاب میں امانت و ارفاق کرنے والے کا کردار ادا کر رہے ہیں، نہ کہ محقق اور صحیح و غلط کی نشاندہی کرنے والے کا کردار۔ جن لوگوں سے امام طبری نے روایتیں کی ہیں ان میں بعض راوی جھوٹ اور کثرت روایات کے جامع ہیں، ان میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ محمد بن حمید رازی، طبری کے شیخ؛ طبری نے اپنی تاریخ اور تفسیر میں ان سے بہت سی روایتیں لی ہیں، باوجود یہ کہ محمد بن حمید رازی کو جھوٹ اور حدیث گھڑنے کا الزام دیا گیا ہے، وہ علمائے جرح و تعدیل کی اکثریت کے نزدیک ضعیف اور ساقط الحدیث ہیں۔ (میزان الاعتدال ۳/ ۵۳۰-۵۳۱)

۲۔ لوط بن یحییٰ ابو جعفر؛ تاریخ طبری میں ان کی بہت سی روایتیں ہیں، جن کی تعداد ۵۸۵ ہیں، جن میں تاریخ اسلامی کے اہم واقعات اور حادثات کو بیان کیا گیا ہے، جس کی ابتدا رسول اللہ ﷺ کی وفات سے ہوتی ہے اور انجنا خاندان بنو امیہ کی بادشاہت کے زوال پر ہوتی ہے، لوط بن یحییٰ ابو جعفر علمائے حدیث کے نزدیک مجروح ہیں۔

ابن معین نے ان کے سلسلے میں کہا ہے کہ ان کا کوئی اعتبار نہیں۔

ابن حبان نے کہا ہے: یہ ثقات کے حوالے سے موضوع حدیثوں کو روایت کرتے ہیں۔

علامہ ذہبی نے کہا ہے: ضائع کرنے والے قصہ گو ہیں۔ (۱)

اس مثال سے تاریخی کتابوں میں علماء و مصنفین کے اسلوبوں اور شرائط سے واقف ہونے اور اس امام یا اس امام کی کتاب کے مطالعے کے دوران ان شرائط کو

۱۔ روایات ابن جعفر لوط بن یحییٰ لا زوری فی تاریخ الطبری، عصر الخلافة الراشدة ص ۳۸ تا ۳۹ و اکثر یحییٰ بن ابراہیم انجلی۔

مختصر رکھنے کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے، یہی حال تاریخ اور واقعات کی باقی کتابوں، بلکہ ہماری دراست کی ساری کتابوں اور اس کے مختلف فنون کا بھی ہے۔

ہمارے مورخین میں سے بعض علماء کا اسلوب یہ ہے کہ ان روایتوں اور اخبار کو سند کے ساتھ بیان کیا جائے، البتہ ان سندوں کے رجال کے حالات سے مشہور قول پر عمل کرتے ہوئے صرف نظر کیا جائے کہ ”جو اسناد کے ساتھ بیان کرے تو وہ ذمے داری سے بری ہو گیا۔“ اس میں وہ حدیث کی تدوین میں بعض علماء حدیث کی تقلید کرتے ہیں اور ان کی پیروی کرتے ہیں، کیوں کہ بعض محدثین پہلے مرحلے کے طور پر سند سے بیان کردہ تمام روایتوں کو لکھتے ہیں، پھر دوسرا مرحلہ آتا ہے، جو مورخین اور محدثین کے درمیان فرق کرنے والا ہے، اس مرحلے میں محدثین تنقیح، تفتیش و تحقیق کرتے ہیں اور ضعیف سے صحیح کو الگ کرتے ہیں۔

اس طریقہ کار کی طرف حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے اور نقل روایت میں اکثر قدیم محدثین کے منہج اور طریقہ کار کو واضح کیا ہے، وہ لکھتے ہیں: ”قدیم زمانے؟ دو سواہلوں سے بلکہ اس سے بھی پہلے کے اکثر محدثین جب روایت کو سند کے ساتھ بیان کرتے تو یہ سمجھتے کہ وہ اپنی ذمے داری سے عہدہ برآ ہو گئے ہیں۔“ (۱)

یہ یقینی بات ہے کہ حافظ ابن حجر نے اس سے نقل کرنے والے راویوں کو مراد لیا ہے، نہ کہ روایت اور جرح و تعدیل کے علماء، ائمہ و ناقدین اور تدبیلی و تحریف سے دین کی حفاظت کرنے والوں کو مراد لیا ہے، جو علماء راوی اور روایت کو قبول کرنے یا رد کرنے کے مستقیم قواعد اور اصولوں کے مطابق جانچتے ہیں، جن قواعد کی مثال انسانی

۱۔ اسان الحدیث ص ۳۸ تا ۳۹ و امام سلیمان بن احمد طبرانی صاحب المعجم الاکبر ص ۳۸ و ۳۹ و ۴۰ و ۴۱ و ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ و ۴۵ و ۴۶ و ۴۷ و ۴۸ و ۴۹ و ۵۰ و ۵۱ و ۵۲ و ۵۳ و ۵۴ و ۵۵ و ۵۶ و ۵۷ و ۵۸ و ۵۹ و ۶۰ و ۶۱ و ۶۲ و ۶۳ و ۶۴ و ۶۵ و ۶۶ و ۶۷ و ۶۸ و ۶۹ و ۷۰ و ۷۱ و ۷۲ و ۷۳ و ۷۴ و ۷۵ و ۷۶ و ۷۷ و ۷۸ و ۷۹ و ۸۰ و ۸۱ و ۸۲ و ۸۳ و ۸۴ و ۸۵ و ۸۶ و ۸۷ و ۸۸ و ۸۹ و ۹۰ و ۹۱ و ۹۲ و ۹۳ و ۹۴ و ۹۵ و ۹۶ و ۹۷ و ۹۸ و ۹۹ و ۱۰۰ و ۱۰۱ و ۱۰۲ و ۱۰۳ و ۱۰۴ و ۱۰۵ و ۱۰۶ و ۱۰۷ و ۱۰۸ و ۱۰۹ و ۱۱۰ و ۱۱۱ و ۱۱۲ و ۱۱۳ و ۱۱۴ و ۱۱۵ و ۱۱۶ و ۱۱۷ و ۱۱۸ و ۱۱۹ و ۱۲۰ و ۱۲۱ و ۱۲۲ و ۱۲۳ و ۱۲۴ و ۱۲۵ و ۱۲۶ و ۱۲۷ و ۱۲۸ و ۱۲۹ و ۱۳۰ و ۱۳۱ و ۱۳۲ و ۱۳۳ و ۱۳۴ و ۱۳۵ و ۱۳۶ و ۱۳۷ و ۱۳۸ و ۱۳۹ و ۱۴۰ و ۱۴۱ و ۱۴۲ و ۱۴۳ و ۱۴۴ و ۱۴۵ و ۱۴۶ و ۱۴۷ و ۱۴۸ و ۱۴۹ و ۱۵۰ و ۱۵۱ و ۱۵۲ و ۱۵۳ و ۱۵۴ و ۱۵۵ و ۱۵۶ و ۱۵۷ و ۱۵۸ و ۱۵۹ و ۱۶۰ و ۱۶۱ و ۱۶۲ و ۱۶۳ و ۱۶۴ و ۱۶۵ و ۱۶۶ و ۱۶۷ و ۱۶۸ و ۱۶۹ و ۱۷۰ و ۱۷۱ و ۱۷۲ و ۱۷۳ و ۱۷۴ و ۱۷۵ و ۱۷۶ و ۱۷۷ و ۱۷۸ و ۱۷۹ و ۱۸۰ و ۱۸۱ و ۱۸۲ و ۱۸۳ و ۱۸۴ و ۱۸۵ و ۱۸۶ و ۱۸۷ و ۱۸۸ و ۱۸۹ و ۱۹۰ و ۱۹۱ و ۱۹۲ و ۱۹۳ و ۱۹۴ و ۱۹۵ و ۱۹۶ و ۱۹۷ و ۱۹۸ و ۱۹۹ و ۲۰۰ و ۲۰۱ و ۲۰۲ و ۲۰۳ و ۲۰۴ و ۲۰۵ و ۲۰۶ و ۲۰۷ و ۲۰۸ و ۲۰۹ و ۲۱۰ و ۲۱۱ و ۲۱۲ و ۲۱۳ و ۲۱۴ و ۲۱۵ و ۲۱۶ و ۲۱۷ و ۲۱۸ و ۲۱۹ و ۲۲۰ و ۲۲۱ و ۲۲۲ و ۲۲۳ و ۲۲۴ و ۲۲۵ و ۲۲۶ و ۲۲۷ و ۲۲۸ و ۲۲۹ و ۲۳۰ و ۲۳۱ و ۲۳۲ و ۲۳۳ و ۲۳۴ و ۲۳۵ و ۲۳۶ و ۲۳۷ و ۲۳۸ و ۲۳۹ و ۲۴۰ و ۲۴۱ و ۲۴۲ و ۲۴۳ و ۲۴۴ و ۲۴۵ و ۲۴۶ و ۲۴۷ و ۲۴۸ و ۲۴۹ و ۲۵۰ و ۲۵۱ و ۲۵۲ و ۲۵۳ و ۲۵۴ و ۲۵۵ و ۲۵۶ و ۲۵۷ و ۲۵۸ و ۲۵۹ و ۲۶۰ و ۲۶۱ و ۲۶۲ و ۲۶۳ و ۲۶۴ و ۲۶۵ و ۲۶۶ و ۲۶۷ و ۲۶۸ و ۲۶۹ و ۲۷۰ و ۲۷۱ و ۲۷۲ و ۲۷۳ و ۲۷۴ و ۲۷۵ و ۲۷۶ و ۲۷۷ و ۲۷۸ و ۲۷۹ و ۲۸۰ و ۲۸۱ و ۲۸۲ و ۲۸۳ و ۲۸۴ و ۲۸۵ و ۲۸۶ و ۲۸۷ و ۲۸۸ و ۲۸۹ و ۲۹۰ و ۲۹۱ و ۲۹۲ و ۲۹۳ و ۲۹۴ و ۲۹۵ و ۲۹۶ و ۲۹۷ و ۲۹۸ و ۲۹۹ و ۳۰۰ و ۳۰۱ و ۳۰۲ و ۳۰۳ و ۳۰۴ و ۳۰۵ و ۳۰۶ و ۳۰۷ و ۳۰۸ و ۳۰۹ و ۳۱۰ و ۳۱۱ و ۳۱۲ و ۳۱۳ و ۳۱۴ و ۳۱۵ و ۳۱۶ و ۳۱۷ و ۳۱۸ و ۳۱۹ و ۳۲۰ و ۳۲۱ و ۳۲۲ و ۳۲۳ و ۳۲۴ و ۳۲۵ و ۳۲۶ و ۳۲۷ و ۳۲۸ و ۳۲۹ و ۳۳۰ و ۳۳۱ و ۳۳۲ و ۳۳۳ و ۳۳۴ و ۳۳۵ و ۳۳۶ و ۳۳۷ و ۳۳۸ و ۳۳۹ و ۳۴۰ و ۳۴۱ و ۳۴۲ و ۳۴۳ و ۳۴۴ و ۳۴۵ و ۳۴۶ و ۳۴۷ و ۳۴۸ و ۳۴۹ و ۳۵۰ و ۳۵۱ و ۳۵۲ و ۳۵۳ و ۳۵۴ و ۳۵۵ و ۳۵۶ و ۳۵۷ و ۳۵۸ و ۳۵۹ و ۳۶۰ و ۳۶۱ و ۳۶۲ و ۳۶۳ و ۳۶۴ و ۳۶۵ و ۳۶۶ و ۳۶۷ و ۳۶۸ و ۳۶۹ و ۳۷۰ و ۳۷۱ و ۳۷۲ و ۳۷۳ و ۳۷۴ و ۳۷۵ و ۳۷۶ و ۳۷۷ و ۳۷۸ و ۳۷۹ و ۳۸۰ و ۳۸۱ و ۳۸۲ و ۳۸۳ و ۳۸۴ و ۳۸۵ و ۳۸۶ و ۳۸۷ و ۳۸۸ و ۳۸۹ و ۳۹۰ و ۳۹۱ و ۳۹۲ و ۳۹۳ و ۳۹۴ و ۳۹۵ و ۳۹۶ و ۳۹۷ و ۳۹۸ و ۳۹۹ و ۴۰۰ و ۴۰۱ و ۴۰۲ و ۴۰۳ و ۴۰۴ و ۴۰۵ و ۴۰۶ و ۴۰۷ و ۴۰۸ و ۴۰۹ و ۴۱۰ و ۴۱۱ و ۴۱۲ و ۴۱۳ و ۴۱۴ و ۴۱۵ و ۴۱۶ و ۴۱۷ و ۴۱۸ و ۴۱۹ و ۴۲۰ و ۴۲۱ و ۴۲۲ و ۴۲۳ و ۴۲۴ و ۴۲۵ و ۴۲۶ و ۴۲۷ و ۴۲۸ و ۴۲۹ و ۴۳۰ و ۴۳۱ و ۴۳۲ و ۴۳۳ و ۴۳۴ و ۴۳۵ و ۴۳۶ و ۴۳۷ و ۴۳۸ و ۴۳۹ و ۴۴۰ و ۴۴۱ و ۴۴۲ و ۴۴۳ و ۴۴۴ و ۴۴۵ و ۴۴۶ و ۴۴۷ و ۴۴۸ و ۴۴۹ و ۴۵۰ و ۴۵۱ و ۴۵۲ و ۴۵۳ و ۴۵۴ و ۴۵۵ و ۴۵۶ و ۴۵۷ و ۴۵۸ و ۴۵۹ و ۴۶۰ و ۴۶۱ و ۴۶۲ و ۴۶۳ و ۴۶۴ و ۴۶۵ و ۴۶۶ و ۴۶۷ و ۴۶۸ و ۴۶۹ و ۴۷۰ و ۴۷۱ و ۴۷۲ و ۴۷۳ و ۴۷۴ و ۴۷۵ و ۴۷۶ و ۴۷۷ و ۴۷۸ و ۴۷۹ و ۴۸۰ و ۴۸۱ و ۴۸۲ و ۴۸۳ و ۴۸۴ و ۴۸۵ و ۴۸۶ و ۴۸۷ و ۴۸۸ و ۴۸۹ و ۴۹۰ و ۴۹۱ و ۴۹۲ و ۴۹۳ و ۴۹۴ و ۴۹۵ و ۴۹۶ و ۴۹۷ و ۴۹۸ و ۴۹۹ و ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ و ۵۰۳ و ۵۰۴ و ۵۰۵ و ۵۰۶ و ۵۰۷ و ۵۰۸ و ۵۰۹ و ۵۱۰ و ۵۱۱ و ۵۱۲ و ۵۱۳ و ۵۱۴ و ۵۱۵ و ۵۱۶ و ۵۱۷ و ۵۱۸ و ۵۱۹ و ۵۲۰ و ۵۲۱ و ۵۲۲ و ۵۲۳ و ۵۲۴ و ۵۲۵ و ۵۲۶ و ۵۲۷ و ۵۲۸ و ۵۲۹ و ۵۳۰ و ۵۳۱ و ۵۳۲ و ۵۳۳ و ۵۳۴ و ۵۳۵ و ۵۳۶ و ۵۳۷ و ۵۳۸ و ۵۳۹ و ۵۴۰ و ۵۴۱ و ۵۴۲ و ۵۴۳ و ۵۴۴ و ۵۴۵ و ۵۴۶ و ۵۴۷ و ۵۴۸ و ۵۴۹ و ۵۵۰ و ۵۵۱ و ۵۵۲ و ۵۵۳ و ۵۵۴ و ۵۵۵ و ۵۵۶ و ۵۵۷ و ۵۵۸ و ۵۵۹ و ۵۶۰ و ۵۶۱ و ۵۶۲ و ۵۶۳ و ۵۶۴ و ۵۶۵ و ۵۶۶ و ۵۶۷ و ۵۶۸ و ۵۶۹ و ۵۷۰ و ۵۷۱ و ۵۷۲ و ۵۷۳ و ۵۷۴ و ۵۷۵ و ۵۷۶ و ۵۷۷ و ۵۷۸ و ۵۷۹ و ۵۸۰ و ۵۸۱ و ۵۸۲ و ۵۸۳ و ۵۸۴ و ۵۸۵ و ۵۸۶ و ۵۸۷ و ۵۸۸ و ۵۸۹ و ۵۹۰ و ۵۹۱ و ۵۹۲ و ۵۹۳ و ۵۹۴ و ۵۹۵ و ۵۹۶ و ۵۹۷ و ۵۹۸ و ۵۹۹ و ۶۰۰ و ۶۰۱ و ۶۰۲ و ۶۰۳ و ۶۰۴ و ۶۰۵ و ۶۰۶ و ۶۰۷ و ۶۰۸ و ۶۰۹ و ۶۱۰ و ۶۱۱ و ۶۱۲ و ۶۱۳ و ۶۱۴ و ۶۱۵ و ۶۱۶ و ۶۱۷ و ۶۱۸ و ۶۱۹ و ۶۲۰ و ۶۲۱ و ۶۲۲ و ۶۲۳ و ۶۲۴ و ۶۲۵ و ۶۲۶ و ۶۲۷ و ۶۲۸ و ۶۲۹ و ۶۳۰ و ۶۳۱ و ۶۳۲ و ۶۳۳ و ۶۳۴ و ۶۳۵ و ۶۳۶ و ۶۳۷ و ۶۳۸ و ۶۳۹ و ۶۴۰ و ۶۴۱ و ۶۴۲ و ۶۴۳ و ۶۴۴ و ۶۴۵ و ۶۴۶ و ۶۴۷ و ۶۴۸ و ۶۴۹ و ۶۵۰ و ۶۵۱ و ۶۵۲ و ۶۵۳ و ۶۵۴ و ۶۵۵ و ۶۵۶ و ۶۵۷ و ۶۵۸ و ۶۵۹ و ۶۶۰ و ۶۶۱ و ۶۶۲ و ۶۶۳ و ۶۶۴ و ۶۶۵ و ۶۶۶ و ۶۶۷ و ۶۶۸ و ۶۶۹ و ۶۷۰ و ۶۷۱ و ۶۷۲ و ۶۷۳ و ۶۷۴ و ۶۷۵ و ۶۷۶ و ۶۷۷ و ۶۷۸ و ۶۷۹ و ۶۸۰ و ۶۸۱ و ۶۸۲ و ۶۸۳ و ۶۸۴ و ۶۸۵ و ۶۸۶ و ۶۸۷ و ۶۸۸ و ۶۸۹ و ۶۹۰ و ۶۹۱ و ۶۹۲ و ۶۹۳ و ۶۹۴ و ۶۹۵ و ۶۹۶ و ۶۹۷ و ۶۹۸ و ۶۹۹ و ۷۰۰ و ۷۰۱ و ۷۰۲ و ۷۰۳ و ۷۰۴ و ۷۰۵ و ۷۰۶ و ۷۰۷ و ۷۰۸ و ۷۰۹ و ۷۱۰ و ۷۱۱ و ۷۱۲ و ۷۱۳ و ۷۱۴ و ۷۱۵ و ۷۱۶ و ۷۱۷ و ۷۱۸ و ۷۱۹ و ۷۲۰ و ۷۲۱ و ۷۲۲ و ۷۲۳ و ۷۲۴ و ۷۲۵ و ۷۲۶ و ۷۲۷ و ۷۲۸ و ۷۲۹ و ۷۳۰ و ۷۳۱ و ۷۳۲ و ۷۳۳ و ۷۳۴ و ۷۳۵ و ۷۳۶ و ۷۳۷ و ۷۳۸ و ۷۳۹ و ۷۴۰ و ۷۴۱ و ۷۴۲ و ۷۴۳ و ۷۴۴ و ۷۴۵ و ۷۴۶ و ۷۴۷ و ۷۴۸ و ۷۴۹ و ۷۵۰ و ۷۵۱ و ۷۵۲ و ۷۵۳ و ۷۵۴ و ۷۵۵ و ۷۵۶ و ۷۵۷ و ۷۵۸ و ۷۵۹ و ۷۶۰ و ۷۶۱ و ۷۶۲ و ۷۶۳ و ۷۶۴ و ۷۶۵ و ۷۶۶ و ۷۶۷ و ۷۶۸ و ۷۶۹ و ۷۷۰ و ۷۷۱ و ۷۷۲ و ۷۷۳ و ۷۷۴ و ۷۷۵ و ۷۷۶ و ۷۷۷ و ۷۷۸ و ۷۷۹ و ۷۸۰ و ۷۸۱ و ۷۸۲ و ۷۸۳ و ۷۸۴ و ۷۸۵ و ۷۸۶ و ۷۸۷ و ۷۸۸ و ۷۸۹ و ۷۹۰ و ۷۹۱ و ۷۹۲ و ۷۹۳ و ۷۹۴ و ۷۹۵ و ۷۹۶ و ۷۹۷ و ۷۹۸ و ۷۹۹ و ۸۰۰ و ۸۰۱ و ۸۰۲ و ۸۰۳ و ۸۰۴ و ۸۰۵ و ۸۰۶ و ۸۰۷ و ۸۰۸ و ۸۰۹ و ۸۱۰ و ۸۱۱ و ۸۱۲ و ۸۱۳ و ۸۱۴ و ۸۱۵ و ۸۱۶ و ۸۱۷ و ۸۱۸ و ۸۱۹ و ۸۲۰ و ۸۲۱ و ۸۲۲ و ۸۲۳ و ۸۲۴ و ۸۲۵ و ۸۲۶ و ۸۲۷ و ۸۲۸ و ۸۲۹ و ۸۳۰ و ۸۳۱ و ۸۳۲ و ۸۳۳ و ۸۳۴ و ۸۳۵ و ۸۳۶ و ۸۳۷ و ۸۳۸ و ۸۳۹ و ۸۴۰ و ۸۴۱ و ۸۴۲ و ۸۴۳ و ۸۴۴ و ۸۴۵ و ۸۴۶ و ۸۴۷ و ۸۴۸ و ۸۴۹ و ۸۵۰ و ۸۵۱ و ۸۵۲ و ۸۵۳ و ۸۵۴ و ۸۵۵ و ۸۵۶ و ۸۵۷ و ۸۵۸ و ۸۵۹ و ۸۶۰ و ۸۶۱ و ۸۶۲ و ۸۶۳ و ۸۶۴ و ۸۶۵ و ۸۶۶ و ۸۶۷ و ۸۶۸ و ۸۶۹ و ۸۷۰ و ۸۷۱ و ۸۷۲ و ۸۷۳ و ۸۷۴ و ۸۷۵ و ۸۷۶ و ۸۷۷ و ۸۷۸ و ۸۷۹ و ۸۸۰ و ۸۸۱ و ۸۸۲ و ۸۸۳ و ۸۸۴ و ۸۸۵ و ۸۸۶ و ۸۸۷ و ۸۸۸ و ۸۸۹ و ۸۹۰ و ۸۹۱ و ۸۹۲ و ۸۹۳ و ۸۹۴ و ۸۹۵ و ۸۹۶ و ۸۹۷ و ۸۹۸ و ۸۹۹ و ۹۰۰ و ۹۰۱ و ۹۰۲ و ۹۰۳ و ۹۰۴ و ۹۰۵ و ۹۰۶ و ۹۰۷ و ۹۰۸ و ۹۰۹ و ۹۱۰ و ۹۱۱ و ۹۱۲ و ۹۱۳ و ۹۱۴ و ۹۱۵ و ۹۱۶ و ۹۱۷ و ۹۱۸ و ۹۱۹ و ۹۲۰ و ۹۲۱ و ۹۲۲ و ۹۲۳ و ۹۲۴ و ۹۲۵ و ۹۲۶ و ۹۲۷ و ۹۲۸ و ۹۲۹ و ۹۳۰ و ۹۳۱ و ۹۳۲ و ۹۳۳ و ۹۳۴ و ۹۳۵ و ۹۳۶ و ۹۳۷ و ۹۳۸ و ۹۳۹ و ۹۴۰ و ۹۴۱ و ۹۴۲ و ۹۴۳ و ۹۴۴ و ۹۴۵ و ۹۴۶ و ۹۴۷ و ۹۴۸ و ۹۴۹ و ۹۵۰ و ۹۵۱ و ۹۵۲ و ۹۵۳ و ۹۵۴ و ۹۵۵ و ۹۵۶ و ۹۵۷ و ۹۵۸ و ۹۵۹ و ۹۶۰ و ۹۶۱ و ۹۶۲ و ۹۶۳ و ۹۶۴ و ۹۶۵ و ۹۶۶ و ۹۶۷ و ۹۶۸ و ۹۶۹ و ۹۷۰ و ۹۷۱ و ۹۷۲ و ۹۷۳ و ۹۷۴ و ۹۷۵ و ۹۷۶ و ۹۷۷ و ۹۷۸ و ۹۷۹ و ۹۸۰ و ۹۸۱ و ۹۸۲ و ۹۸۳ و ۹۸۴ و ۹۸۵ و ۹۸۶ و ۹۸۷ و ۹۸۸ و ۹۸۹ و ۹۹۰ و ۹۹۱ و ۹۹۲ و ۹۹۳ و ۹۹۴ و ۹۹۵ و ۹۹۶ و ۹۹۷ و ۹۹۸ و ۹۹۹ و ۱۰۰۰ و ۱۰۰۱ و ۱۰۰۲ و ۱۰۰۳ و ۱۰۰۴ و ۱۰۰۵ و ۱۰۰۶ و ۱۰۰۷ و ۱۰۰۸ و ۱۰۰۹ و ۱۰۱۰ و ۱۰۱۱ و ۱۰۱۲ و ۱۰۱۳ و ۱۰۱۴ و ۱۰۱۵ و ۱۰۱۶ و ۱۰۱۷ و ۱۰۱۸ و ۱۰۱۹ و ۱۰۲۰ و ۱۰۲۱ و ۱۰۲۲ و ۱۰۲۳ و ۱۰۲۴ و ۱۰۲۵ و ۱۰۲۶ و ۱۰۲۷ و ۱۰۲۸ و ۱۰۲۹ و ۱۰۳۰ و ۱۰۳۱ و ۱۰۳۲ و ۱۰۳۳ و ۱۰۳۴ و ۱۰۳۵ و ۱۰۳۶ و ۱۰۳۷ و ۱۰۳۸ و ۱۰۳۹ و ۱۰۴۰ و ۱۰۴۱ و ۱۰۴۲ و ۱۰۴۳ و ۱۰۴۴ و ۱۰۴۵ و ۱۰۴۶ و ۱۰۴۷ و ۱۰۴۸ و ۱۰۴۹ و ۱۰۵۰ و ۱۰۵۱ و ۱۰۵۲ و ۱۰۵۳ و ۱۰۵۴ و ۱۰۵۵ و ۱۰۵۶ و ۱۰۵۷ و ۱۰۵۸ و ۱۰۵۹ و ۱۰۶۰ و ۱۰۶۱ و ۱۰۶۲ و ۱۰۶۳ و ۱۰۶۴ و ۱۰۶۵ و ۱۰۶۶ و ۱۰۶۷ و ۱۰۶۸ و ۱۰۶۹ و ۱۰۷۰ و ۱۰۷۱ و ۱۰۷۲ و ۱۰۷۳ و ۱۰۷۴ و ۱۰۷۵ و ۱۰۷۶ و ۱۰۷۷ و ۱۰۷۸ و ۱۰۷۹ و ۱۰۸۰ و ۱۰۸۱ و ۱۰۸۲ و ۱۰۸۳ و ۱۰۸۴ و ۱۰۸۵ و ۱۰۸۶ و ۱۰۸۷ و ۱۰۸۸ و ۱۰۸۹ و ۱۰۹۰ و ۱۰۹۱ و ۱۰۹۲ و ۱۰۹۳ و ۱۰۹۴ و ۱۰۹۵ و ۱۰۹۶ و ۱۰۹۷ و ۱۰۹۸ و ۱۰۹۹ و ۱۱۰۰ و ۱۱۰۱ و ۱۱۰۲ و ۱۱۰۳ و ۱۱۰۴ و ۱۱۰۵ و ۱۱۰۶ و ۱۱۰۷ و ۱۱۰۸ و ۱۱۰۹ و ۱۱۱۰ و ۱۱۱۱ و ۱۱۱۲ و ۱۱۱۳ و ۱۱۱۴ و ۱۱۱۵ و ۱۱۱۶ و ۱۱۱۷ و ۱۱۱۸ و ۱۱۱۹ و ۱۱۲۰ و ۱۱۲۱ و ۱۱۲۲ و ۱۱۲۳ و ۱۱۲۴ و ۱۱۲۵ و ۱۱۲۶ و ۱۱۲۷ و ۱۱۲۸ و ۱۱۲۹ و ۱۱۳۰ و ۱۱۳۱ و ۱۱۳۲ و ۱۱۳۳ و ۱۱۳۴ و ۱۱۳۵ و ۱۱۳۶ و ۱۱۳۷ و ۱۱۳۸ و ۱۱۳۹ و ۱۱۴۰ و ۱۱۴۱ و ۱۱۴۲ و ۱۱۴۳ و ۱۱۴۴ و ۱۱۴۵ و ۱۱۴۶ و ۱۱۴۷ و ۱۱۴۸ و ۱۱۴۹ و ۱۱۵۰ و ۱۱۵۱ و ۱۱۵۲ و ۱۱۵۳ و ۱۱۵۴ و ۱۱۵۵ و ۱۱۵۶ و ۱۱۵۷ و ۱۱۵۸ و ۱۱۵۹ و ۱۱۶۰ و ۱۱۶۱ و ۱۱۶۲ و ۱۱۶۳ و ۱۱۶۴ و ۱۱۶۵ و ۱۱۶۶ و ۱۱۶۷ و ۱۱۶۸ و ۱۱۶۹ و ۱۱۷۰ و ۱۱۷۱ و ۱۱۷۲ و ۱۱۷۳ و ۱۱۷۴ و ۱۱۷۵ و ۱۱۷۶ و ۱۱۷۷ و ۱۱۷۸ و ۱۱۷۹ و ۱۱۸۰ و ۱۱۸۱ و ۱۱۸۲ و ۱۱۸۳ و ۱۱۸۴ و ۱۱۸۵ و ۱۱۸۶ و ۱۱۸۷ و ۱۱۸۸ و ۱۱۸۹ و ۱۱۹۰ و ۱۱۹۱ و ۱۱۹۲ و ۱۱۹۳ و ۱۱۹۴ و ۱۱۹۵ و ۱۱۹۶ و ۱۱۹۷ و ۱۱۹۸ و ۱۱۹۹ و ۱۲۰۰ و ۱۲۰۱ و ۱۲۰۲ و ۱۲۰۳ و ۱۲۰۴ و ۱۲۰۵ و ۱۲۰۶ و ۱۲۰۷ و ۱۲۰۸ و ۱۲۰۹ و ۱۲۱۰ و ۱۲۱۱ و ۱۲۱۲ و ۱۲۱۳ و ۱۲۱۴ و ۱۲۱۵ و ۱۲۱۶ و ۱۲۱۷ و ۱۲۱۸ و ۱۲۱۹ و ۱۲۲۰ و ۱۲۲۱ و ۱۲۲۲ و ۱۲۲۳ و ۱۲۲۴ و ۱۲۲۵ و ۱۲۲۶ و ۱۲۲۷ و ۱۲۲۸ و ۱۲۲۹ و ۱۲۳۰ و ۱۲۳۱ و ۱۲۳۲ و ۱۲۳۳ و ۱۲۳۴ و ۱۲۳۵ و ۱۲۳۶ و ۱۲۳۷ و ۱۲۳۸ و ۱۲۳۹ و ۱۲۴۰ و ۱۲۴۱ و ۱۲۴۲ و ۱۲۴۳ و ۱۲۴۴ و ۱۲۴۵ و ۱۲۴۶ و ۱۲۴۷ و ۱۲۴۸ و ۱۲۴۹ و ۱۲۵۰ و ۱۲۵۱ و ۱۲۵۲ و ۱۲۵۳ و ۱۲۵۴ و ۱۲۵۵ و ۱۲۵۶ و ۱۲۵۷ و ۱۲۵۸ و ۱۲۵۹ و ۱۲۶۰ و ۱۲۶۱ و ۱۲۶۲ و ۱۲۶۳ و ۱۲۶۴ و ۱۲۶۵ و ۱۲۶۶ و ۱۲۶۷ و ۱۲۶۸ و ۱۲۶۹ و ۱۲۷۰ و ۱۲۷۱ و ۱۲۷۲ و ۱۲۷۳ و ۱۲۷۴ و ۱۲۷۵ و ۱۲۷۶ و ۱۲۷۷ و ۱۲۷۸ و ۱۲۷۹ و ۱۲۸۰ و ۱۲۸۱ و ۱۲۸۲ و ۱۲۸۳ و ۱۲۸۴ و ۱۲۸۵ و ۱۲۸۶ و ۱۲۸۷ و ۱۲۸۸ و ۱۲۸۹ و ۱۲۹۰ و ۱۲۹۱ و ۱۲۹۲ و ۱۲۹۳ و ۱۲۹۴ و ۱۲۹۵ و ۱۲۹۶ و ۱۲۹۷ و ۱۲۹۸ و ۱۲۹۹ و ۱۳۰۰ و ۱۳۰۱ و ۱۳۰۲ و ۱۳۰۳ و ۱۳۰۴ و ۱۳۰۵ و ۱۳۰۶ و ۱۳۰۷ و ۱۳۰۸ و ۱۳۰۹ و ۱۳۱۰ و ۱۳۱۱ و ۱۳۱۲ و ۱۳۱۳ و

تجربات اور انسانی تہذیب کے کسی بھی مرحلے میں نہیں ملتی۔

اگر قاری باصلاحیت اور اہل ہے تو خود سے کتابوں میں بیان کردہ روایتوں کی محدثین کے قواعد کی روشنی میں جانچ اور تحقیق کرے، جس کو علم مصطلح حدیث کہا جاتا ہے، جس میں روایتوں، خبروں اور روایت کرنے والے افراد کے حالات کی دریافت کی جاتی ہے اور مندرجہ ذیل دو میں سے ایک ذریعے سے اس کے قابل قبول ہونے یا نہ ہونے کا حکم لگایا جاتا ہے:

۱۔ جرح و تعدیل کے ناقدین ائمہ (۱) کے اقوال پر اعتد کرتے ہوئے ان حدیثوں کو نقل اور روایت کرنے والوں کے حالات کی تفتیش کی جاتی ہے، جو صالح اور ثقہ ہوتا ہے، اس کی روایتوں کو قبول کیا جاتا ہے، اور جو کوئی صالح اور ضعیف ہوتا ہے اس کی روایتوں کو رد کر دیا جاتا ہے۔

۲۔ ان روایتوں کے متن پر غور کیا جاتا ہے اور قرآن کریم، ثابت شدہ احادیث رسول اور ان دونوں سے مستند عام اصول و ضوابط کے مطابق متن کو جانچا جاتا ہے، تاکہ ان میں سے محفوظ کو منکر سے الگ کیا جائے اور تاریخ کو منسوخ سے جدا کیا جائے اگر قاری کو اس دقیق علم کی مشق اور اس کا تجربہ ہو اور ان تحقیقات کا اہل ہو تو ٹھیک ہے، ورنہ اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اندک کا تقویٰ اختیار کرے، اور ثقہ علماء کرام سے اس سے متعلق معلومات حاصل کرے اور ان سے رجوع ہو۔

ارشاد امام احمد، ابن مین، بخاری، مسلم، شعبہ، ابن مبارک، رازی، ابن حجر اور ذہبی وغیرہ اہل علم کے ماہرین ہیں، ان ائمہ کے اقوال و رجال کی کتابوں میں موجود ہیں مثلاً کتاب الجرح والتعدیل۔ (۱) رازی، تہذیب الکمال۔ ابن عری، امام ابن حجر نے اس کو تہذیب، تہذیب کے نام سے مختصر کیا ہے، پھر اس کو بھی تقریب تہذیب کے نام سے اور زیادہ مختصر کیا ہے، علامہ ذہبی کی اس فن میں بہت سی کتابیں ہیں، جن میں سے اہم کتاب یہ ہے: میزان الاعتدال۔ اس موضوع پر ان کے علاوہ کئی بہت سی کتابیں ہیں، جن میں سے بعض کتابوں میں صرف ضعیف راویوں کا تذکرہ کیا ہے تو بعض میں صرف ثقہ راویوں کا تذکرہ ملتا ہے

تیسرا سبب

بعض مصنفین روایت حدیث میں سختی کے مقابلے میں تساہل برتنے کی باتیں کرتے ہیں، خصوصاً اسلامی تاریخ کی ابتدائی صدیوں سے متعلق روایتوں میں، اللہ کی قسم! یہ بہت بڑی غلطی ہے، جس کا شکار ہمارے بہت سے محققین اور تعلیم یافتہ لوگ ہیں، تاریخ تحریر کرنے کا یہ مغربی اسلوب ہے، اس سے متاثر ہو کر ایسی باتیں کہی جاتی ہیں، کیوں کہ مغرب میں سند پر توجہ نہیں دی جاتی ہے، اس کی سب سے بڑی مثال یہ ہے کہ ان کے اور انجیل کے درمیان سند سینکڑوں سالوں سے منقطع ہے، یہ ان کی مقدس کتاب کا حال ہے تو دوسری کتابوں کا کیا حال رہے گا!!!

آپ بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تاریخ ہمارے دین کا حصہ ہے، کسی بھی حال میں یہ صحیح نہیں ہے کہ ہم اس کو اور کسی بھی دوسری تاریخ کو برابر قرار دیں، یا ہم اس کو قبول کرنے اور روایت کرنے میں تساہل برتیں، اس تاریخ کے سلسلے میں کسی بھی کوتاہی کے اثرات یقینی طور پر ہمارے دین پر پڑیں گے، اسی طرح احادیث کے تحفظ اور تہذیبی و فقہی سے محفوظ رکھنے پر اس کے اثرات پڑیں گے۔

اپنے دل میں دشمنی رکھنے والوں کی طرف سے راوی اسلام صحابی جلیل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے سلسلے میں طعن و تشنیع اس کی واضح مثال ہے۔ (۱۔ اگلا صفحہ)

بہت سے محققین اور مصنفین بعض قدیم اور جدید واقعات اور حوادث کے سلسلے

میں بڑی بخشیں اور منقشے کرتے ہیں، ان میں سے بعض لوگ ان واقعات کو صحیح ٹھہراتے ہیں اور بعض غلط، ہر ایک اپنے اپنے دلائل پیش کرتے ہیں، باوجود یہ کہ ان میں سے بعض واقعات کا کوئی بڑا فائدہ نہیں ہے، پھر آل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ

ابو ہریرہ بن عاصم بن عبد ذی الشری، ان کا تعلق قبیذہ دکن سے ہے، ان کا ذکر صحابہ میں ہوتا ہے، آپ کے نام کے بارے میں اختلاف ہے، انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے، حفظہ اعدیث میں آپ ایک فتائی تھے، رسول اللہ ﷺ نے آپ کے لیے اور آپ کی ماں کے لیے دنا کی تھی، آپ کی وفات ۵۷ ہجری ہوئی، آپ ﷺ سے انھوں نے کثرت روایتیں کی ہے، کتب حدیث میں جن کی تعداد ۵۳۷ ہے، جیسا کہ امام ابن حزم نے اپنی کتاب "جوامع المسیر" میں بیان کیا ہے، آپ کے بارے میں تفصیلات کے لیے رجوع کیا جائے "اصحاب فی تہذیب الصحابہ" از: ابن حجر عسقلانی۔

تفسیاتی خواہشات کی پیروی کرنے والوں کی طرف سے تنقید کی تیروں سے اس صحابی طویل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو چھلکی کیا گیا، حضور ﷺ سے کثرت روایات سے ان کو تعجب ہوا، چنانچہ محمود اوریہ نے اپنی کتاب "ابو ہریرہ شیخ المصیر" تحریر کی، جس میں صحابی طویل کی شخصیت کو نکات مانا گیا، عبد احسن شرف الدین عالمی نے اپنی کتاب "ابو ہریرہ" تحریر کی اور آپ کی کثرت روایات پر تعجب کا اظہار کیا، حالانکہ بہت سے ایسے لوگ ہیں جنھوں نے صحابی طویل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایتوں سے کئی گنا زیادہ روایتیں کی ہیں، مثلاً عبد احسن شرف الدین عالمی نے اپنی کتاب "المربعات" (ص ۳۰۸) میں لکھا ہے: علیہ السلام نے ابان بن عثمان سے کہا: ابان بن تغلب نے مجھ سے تین ہزار روایتیں کی ہیں، پس تم ان سے یہ روایتیں نقل کرو۔ ابی نعیم فصل "رجال الجاشی" میں بھی ہے (۸۷۷-۷۸۷)، تحقیق: محمد جواد کبلی (اسی طرح جابر جعفی نے بھی لکھا ہے: ایک راوی جن کو "المربعات" کے مصنف نے عزت و کرام سے نوازا ہے! ان کی روایتوں کی تعداد دو لاکھ دس ہزار تک پہنچی ہے، یعنی دس بیون کے قریب ان سے روایتیں ہیں! کیا صحابی طویل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایتوں کی تعداد کے مقابلے میں اس راوی کی روایت کرنا حدیثوں کی اتنی بڑی تعداد قابل تعجب نہیں ہے؟ ڈاکٹر محمد اعظمی نے لکھا ہے کہ سرحد سندوں کو نصف کرنے کے بعد حضرت ابو ہریرہ کی روایتوں کی تعداد صرف ۱۳۳۶ رہتی ہے (ابو ہریرہ فی ضوء روایات ص ۶۷) اس علم و معرفت اس بات سے واقف ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ کی اکثر روایتوں کی تالیق پائی جاتی ہیں، جن کو دوسرے صحابہ نے بھی روایت کیا ہے، صرف چند حدیثیں ایسی ہیں جن کو صرف ابو ہریرہ نے روایت کیا ہے، اور یہ کئی شہادت کی تردید بہت سے علماء کرام نے کی ہے، مثلاً علامہ معلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "لائعوار کا صفحہ"، ڈاکٹر ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الدفاع عن السنۃ"، عبد اعظم العزنی نے اپنی کتاب "دفاع عن کئی حریرہ" میں کیا ہے، البتہ عبد احسن شرف الدین عالمی کے شہادت کی تردید سب سے بہتر انداز میں شیخ عبد اللہ مصری نے اپنی کتاب "البرہان فی تہذیب کئی حریرہ" میں بیان کیا ہے

عنہم کی تاریخ کے سلسلے میں تمھارا کیا خیال ہے، جو شریعت کے حاملین اور اس کے مضبوط قلعے ہیں؟!

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ قبول کرنے اور قبول نہ کرنے میں ہر ری تاریخ کی پہلی صدی کے کبھی واقعات کے ساتھ حدیثوں کی طرح ہی معاملہ کرنا ضروری ہے، بلکہ اخبار اور روایات کے درمیان فرق کرنا ضروری ہے۔

اگر یہ اخبار و آثار آل و اصحاب کے بارے میں ہیں، جن میں ان کے زہد، دنیا سے بے رغبتی، شجاعت و بہادری، سخاوت، قربانی و ایثار، حسن اخلاق، بہترین طبیعت و فطرت، قابل ستائش صفات کو بیان کیا گیا ہے اور شریعت کے عام اصولوں سے روگردانی نہ ہو اور ان سے فطرت سلیمہ بھی انکار نہ کرتی ہو تو ان کو بیان کرنے اور تحریر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، کیوں کہ ان سے کسی بھی شرعی اصول کو نقصان نہیں پہنچتا ہے، اور ان کو بیان کرنے میں آل و اصحاب رضی اللہ عنہم کے مقام و مرتبے میں کوئی کمی نہیں آتی ہے اور ان کو نقصان نہیں پہنچتا ہے۔

البتہ وہ واقعات و خبریں جن سے فتنے رونما ہوتے ہوں یا بعض فیصلہ کن مواقف کا تذکرہ ہو یا جن سے آل و اصحاب کے مقام و مرتبے کو نقصان پہنچتا ہو یا ان میں عام اصولی شریعت کی کچھ بھی مخالفت ہو، یا ان خبروں میں بعض ایسے امور خلط ملط ہوئے ہوں جن سے فطرت سلیمہ انکار کرتی ہو۔

تو اس طرح کی خبروں اور واقعات کی سندوں پر گہری نظر کرنا ضروری ہے، اور ان پر منصفانہ فیصلہ کرنا لازمی ہے۔

یہ دو تعین بنیادی اسباب ہیں، جن کے واسطے سے تاریخ اسلامی کے مطالعہ اس کو نقل کرنے اور پیش کرنے میں کوتاہی ہوتی ہے۔

آل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تاریخ پر کیے گئے شبہات اور الزامات کا خلاصہ ہم چار باتوں میں پیش کر سکتے ہیں، جو مندرجہ ذیل ہیں:

پہلی قسم: ضعیف روایتیں اور آثار یہ وہ روایتیں ہیں جو سند کے اعتبار سے باطل ہوں اور متن کے اعتبار سے منکر ہوں، بعض کتابوں میں یہ روایتیں اور واقعات بکثرت پائے جاتے ہیں، ان کتابوں کو پڑھتے وقت چوکنا رہنے کی ضرورت ہے، کیوں کہ ان میں وہ روایتیں بھی ہیں، جو آل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بلند مقام و مرتبے کے مناسب نہیں ہیں، ان میں سے اہم کتابوں کا تذکرہ مستقل طور پر الگ باب میں کیا جائے گا۔

دوسرا باب

آل بیت اور صحابہ رضی اللہ عنہم

کے سلسلے میں شبہات کی تردید کے اصول و ضوابط

ان کتابوں کی تہہ میں بہت سی ضعیف اور باطل روایتیں، آثار اور خبریں موجود ہیں، جن کو آل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سلسلے میں گڑھا گیا ہے، اس طرح کے شبہات کے سلسلے میں اصولی اور قاعدویہ ہے کہ ان کو دینا بار پر دے مارا جائے، کیوں کہ یہ جھوٹ کے پاندے ہیں، جن پر بھروسہ اور اعتماد کرنا ایک مسلمان کے لیے اپنے عقیدے اور دین کی وجہ سے جائز نہیں ہے، کیونکہ آل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسلمانوں کے عقیدے کا ایک جزء ہیں، پھر ایک مسلمان اپنے لیے یہ کیسے جائز سمجھ سکتا ہے کہ اپنے دین کی تعلیمات کے سلسلے میں موضوع اور جھوٹی حدیثوں کو بنیاد بنایا جائے، جن کی کوئی حقیقت اور اصل نہیں ہے، اور ان کے مقابلے میں صریح اور صحیح نصوص کو چھوڑ دے، جن میں کوئی شک کی گنجائش ہی نہیں ہے، یا وہ قرآن کریم اور رسول اللہ ﷺ کی صحیح ثابت شدہ حدیثوں پر شک کرے؟

قرآن کریم نے بہت سی آیتوں میں آل بیت کو پاکیزہ قرار دیا ہے اور صحابہ

کرام کی صفائی بخش کی ہے اور ان کی تعریف کی ہے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ آل بیت کے سلسلے میں فرماتا ہے: ”إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا“ (جواب ۳۶-۳۷) بلاشبہ اللہ چاہتا ہے کہ، اے گھر والو! تم سے گندگی کو دور کرے اور تم کو پاکیزہ بنادے۔

یہ آیت کریمہ اپنی بیت کے فضائل کا سرچشمہ ہے، اس میں اللہ تعالیٰ نے ان کو عزت و شرافت سے سرفراز کیا ہے اور یہ کہ ہے کہ اس نے ان کو پاک کیا ہے، اور برے افعال اور قابل مذمت اخلاق کی گندگی ان سے ہٹا دی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بہت سی آیتوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف کی ہے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتا ہے: ”تَرَاهُمْ رُكْعًا سَجِدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا“ (سورہ فتح ۲۹) تم ان کو رکوع اور سجدے کی حالت میں دیکھو گے کہ وہ اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کی تلاش میں ہیں۔

اس جامع آیت کریمہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ صحابہ رکوع، سجود، نماز اور خشوع و خضوع کرنے والوں میں سے ہیں، پھر ان کے دلوں میں موجود اخلاص اور سچائی کو واضح فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”يَبْتَغُونَ“ یہ دلی کیفیت ہے، جس سے صرف ہم الغیب والشہادۃ اللہ عزوجل کی ذات ہی واقف ہو سکتی ہے، یہی اخلاص اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے میں سچائی کا مطلب ہے۔

اسی طرح اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے آپس میں صحابہ کرام کے حالات کو بیان کیا ہے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے: ”هَؤُلَاءِ الَّذِينَ بَنَصَرَهُ وَبِالْمُؤْمِنِينَ وَالْآلِ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ“ (نمل ۶۲-۶۳) اسی نے اپنی مدد سے اور مؤمنین کی تائید سے میری تائید کی ہے، اور ان کے دلوں میں ہماری محبت ڈال دی ہے۔

آل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل ایک ہی کلمے پر جمع ہیں، وہ کلمہ توحید، اسلام اور آپسی محبت ہے، یہ اور اس طرح کی دوسری آیتیں اصل ہیں، جن کی طرف رجوع کرنا چاہیے، اور آل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حق میں باطل روایتوں اور خبروں کو چھوڑ دینا چاہیے۔

شاعر نے سچ کہا ہے:

حُبُّ الصَّحَابَةِ وَالْقُرَابَةِ سُنَّةٌ

الْقِيَامُ بِهَا ذِيٌّ إِذَا أَخْبَانِي

صحابہ اور نبی کریم ﷺ کے رشتے داروں کی محبت سنت ہے، میرے پروردگار نے مجھ میں یہ محبت اس وقت ڈال دی تھی جب اس نے مجھے پیدا کیا۔

فَتَتَّانِ عَقْدُهُمَا شَرِيعَةً أَخَذَ

بِأَبِي وَأُمِّي ذَاكَ الْفَتَّانِ

یہ ایسی دو جماعتیں ہیں جن باہمی تعلق اور ربط اصطلاح کی شریعت ہے۔ ان دو جماعتوں پر میرے ماں باپ قریبان۔

فَتَتَّانِ سَالِكَانِ فِي سَبِيلِ الْهُدَى

وَهُمَا بِدِينِ اللَّهِ قَائِمَتَانِ

یہ دونوں ہدایت کے راستوں پر گامزن ہیں، اور یہ دونوں اللہ کے دین کے لیے دوستوں اور پائے کی طرح ہیں۔

فَكَانَ آلُ النَّبِيِّ وَصَحْبُهُ

رُوحٌ يَضُمُّ جَمِيعَهُمَا جَسَدَانِ (نویسہ اٹھانی)

اہل بیت اور صحابہ کرام گویا دو قالب ایک جان ہیں۔

ہم کو اچھی طرح یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ آل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایسی جھوٹی اور موضوع حدیثوں کی ضرورت نہیں ہے، جن میں ان کے فضائل بیان کیے گئے ہوں، کیوں کہ ان کی فضیلت کا انکار کرنے والا یا تو متکبر ہے، یا منکر۔

دوسری قسم: آل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل و محاسن کے واقعات اور روایتوں کو جھوٹوں اور الٹ پھیر کرنے والوں نے عیوب اور مذمتوں میں تبدیل کر دیا ہے، آل بیت اور صحابہ کے سلسلے میں شبہات بھڑکانے والوں کے سلسلے میں عجیب و غریب چیز یہ ہے کہ ان صحیح احادیث اور روایات سے غافل ہوتے ہیں جو ان کی روایت کردہ باطل اور بے بنیاد خبروں کی تردید کرتی ہیں اور جن سے ان کے دعوؤں کی عمارت مسمار ہو جاتی ہے، ان شبہات اور خبروں کی مثال مندرجہ ذیل ہے، جن کو وہ زور شور سے وکیل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

جب نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا مرتدین سے جنگ کرنا رسول اللہ ﷺ کے حکم کی بجائے آوری میں تھا کہ مرتدین جنھوں نے اپنے دین کو بدل دیا ہے، ان کو قتل کر دیا جائے، ابو بکر نے اسلام اور مسلمانوں کے قلعے کی حفاظت کی خاطر جنگ کی، بعض لوگوں نے اس فضیلت اور منقبت کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی برائیوں میں شمار کیا ہے، اللہ کی پناہ! ان لوگوں نے خلیفہ رسول کے اس باہرست عمل کے سلسلے میں شبہات کو بھڑکایا ہے، ان لوگوں کا دھوی ہے کہ ابو بکر نے مسلمانوں کے خلاف جنگ کی، یا اپنے ہاتھوں پر بیعت نہ کرنے والوں کے خلاف جنگ کی۔

ان لوگوں نے اس عمل میں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تائید بلکہ اس کے بہتر ہونے پر اجماع امت کو بھلا دیا، اسی غرض وہ اہل بیت کے امام حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے مرتدین کے خلاف جنگوں میں حضرت ابو بکر کی تائید کو بھی بھلا دیا، حضرت ابو بکر

نے حضرت علی سے نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد مرتد ہونے والوں اور زکوٰۃ دینے سے انکار کرنے والوں کے خلاف جنگ کرنے کے سلسلے میں مشورہ کیا، حضرت ابو بکر نے حضرت علی سے دریافت کیا: ابو بکر! اس سلسلے میں تمھاری کیا رائے ہے؟ انھوں نے کہا: میں کہتا ہوں: اگر آپ ان چیزوں میں سے کچھ بھی چھوڑ دجے جن کو رسول اللہ ﷺ نے ان سے لیا ہے تو تم رسول اللہ ﷺ کی سنت کی مخالفت کرو گے۔

ابو بکر نے فرمایا: اگر تم یہ کہہ رہے ہو تو میں ضرور یا نصر و ران کے خلاف جنگ کروں گا، اگرچہ اس جنگ کی وجہ زکات کے جانور کے گلے کی رسی دینے سے انکار ہی کیوں نہ ہو۔ (۱)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت ابو بکر کے تین اخلاص، اسلام اور مسلمانوں کے حق میں خیر خواہی، خلافت کی بقا اور مسلمانوں کے اتحاد کی خواہش کی روشن دلین وہ موقف ہے، جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خود سے ”ذوالقصر“ کا رخ کرتے اور مرتدین کے خلاف جنگ میں شریک ہونے کا ارادہ کیا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: ”جب ابو بکر ذوالقصر کے ارادے سے نکلے اور اپنی سواری پر بیٹھ گئے تو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے یہ کہتے ہوئے روکا: میں آپ سے وہی بات کہتا ہوں جو بات جنگ احد میں رسول اللہ ﷺ نے آپ سے کہی تھی: ”اپنی تیوار نیام میں ڈالو اور اپنی موت سے ہم کو مصیبت سے دوچار مت کرو، اور مدینہ لوٹ جاؤ، اللہ کی قسم! اگر ہم آپ کی موت سے مصیبت سے دوچار ہوئے تو اسلام کے لیے کبھی بھی کوئی نظام نہیں رہے گا۔“ (۲) چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ امانت دار و قلعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نصیحت قبول کرتے ہوئے واپس لوٹ آئے۔

۱۔ ابن ابی شیبہ، تاریخ الخلفاء، ج ۱، ص ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰

ان تمام حقائق کے باوجود بعض لوگ ظلم و زیادتی کے کلمات دہراتے ہیں اور کہتے ہیں: ”یہ لوگ (صحابہ) ابو بکر کی خلافت قبول نہ کرنے والے قبیلوں کو ظلم اور زیادتی کی بنیاد پر مرتدین کا نام دیا کرتے تھے۔“ (۱)

وہ لوگ کون ہیں جو یہ نام دیا کرتے تھے؟ ہمیں بتاؤ کہ وہ کون لوگ ہیں؟ یہ کیوں ان کو یہ نام دیتے ہیں؟ کس چیز کو دلیل بناتے ہیں؟ ان کے پاس احکام صادر کرنے اور تاریخ پر فیصلہ ستانے کے لیے جھوٹ اور ظلم و زیادتی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ ان کے اس کمزور طریقے میں علمی تحقیق سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خوارج کے خلاف جنگ کرنا نبی کریم ﷺ کی پیش گوئی کی تکمیل اور آپ ﷺ کے حکم کی فرماں برداری ہے، ان لوگوں نے حضرت علی کے ان مزقب و فضائل، حکومت اور انتظام میں ان کے تجربے کو عیوب اور برائیوں میں تبدیل کر دیا، امام علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت عبد اللہ بن عباس کو خوارج کی طرف بھیجے جانے کا قصہ ہماری بیان کردہ تفصیلات کی واضح دلیل ہے۔

امام حضرت معاویہ کے حق میں امام حسن رضی اللہ عنہ کا خلافت سے معزولی ہونا: نبی کریم ﷺ کی پیش گوئی کی تکمیل، مسلمانوں کے خون کے تحفظ اور ان کے اتحاد کو باقی رکھنے کی خاطر ہے، ان فتنہ گلوں اور کارناموں کو برائیوں میں تبدیل کیا گیا، یہاں تک کہ حنفی نوجوانوں کے سردار حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے مسلے میں بعض لوگوں نے بدزبانی کی ہے اور ان کو ”مذل العقول بنین“ (مومنین کو ذلیل کرنے والا) کا لقب دیا ہے۔ (۲) یہ محرومی اور ذلت کی تعبیر ہے، اللہ اس سے محفوظ رکھے، نقصان اٹھانے والا حضور ﷺ کی زبانی حضرت

۱۔ کمال الخوارزمی ترجمہ الارشاد النبلی، ص ۱۸۸ (۱۸)

۲۔ المسیر۔ از علامہ ابن حجر، ص ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴

ہوتے، پوری کتاب بن جاتے ہیں، کیوں کہ بہت سی باطل، من گھڑت اور جھوٹی باتیں اس میں شامل کر لی جاتی ہیں، مثلاً مندرجہ ذیل واقعات ہیں:

۱۔ جو عقیدہ کہ واقعہ: اعلیٰ حدیث ایک صفحہ سے زیادہ نہیں ہے، بعض لوگوں نے اس کو روایت کیا تو صحیح روایت کے بالکل برخلاف من گھڑت اور موضوع غصوں کو اس میں شامل کر دیا ہے، پھر بعض خود غرض لوگوں نے اس کو اپنے موضوع بنایا اور پوری کتاب ترتیب دے ڈالی تاکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طعن و تشنیع کی جائے، جس طرح جوہری نے اپنی کتاب "استیعاب" (۱) میں کیا ہے، ان کے علاوہ بھی بہت سے معشینی نے اسی طرح کا معاملہ لیا ہے، جنہوں نے عقیدہ کے بارے میں ستر تیس لکھی ہیں، ان لوگوں نے اس واقعے میں بہت سی جھوٹی باتوں کا اضافہ کیا ہے۔

۲۔ اسی طرح "گزیتہ ائمہ" (۲) کا واقعہ ہے اور ان کے علاوہ دوسرے بہت سے واقعات ہیں، اسی وجہ سے تاریخ کا مطالعہ کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس طرح کی چیزوں سے چوکنارہ ہے اور اصل واقعے اور اس میں کیے گئے اضافوں کے درمیان فرق کرے، اکثر واقعات ایسا ہوتا ہے کہ اصل واقعہ تو قلیل بھر و سر مراجع اور مصادر میں موجود رہتا ہے اور صحیح سندوں سے ثابت رہتا ہے، لیکن اس میں اضافے کی روایتیں قلیل اہتمام مراجع سے نہیں لی جاتی ہیں اور اس کی سندیں باطل رہتی ہیں، بلکہ اصدا اس کی سند ہی نہیں پائی جاتی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ان مربوط و نصوص کے اضافوں نے حقوق کو ضائع کرنے اور بہت سے لوگوں کے سامنے حقیقت کو گمراہ کرنے میں بڑا کردار ادا کیا ہے اور

اس کتاب پر تجویز یا کئے مغلط میں آ رہا ہے

۳۔ اس حدیث کے مفہوم تشریح میں کی روایت کی سندوں اور اس واقعے سے متعلق نفاے گئے شواہد کی تصدیق کے

اب تک یہ ناپائیدار کردار ادا کر رہے ہیں، جس سے بعض لوگوں کے ذہنوں میں تاریخ کی منہج شدہ تصویر بننے لگتی ہے اور اس جھوٹ کی وجہ سے ادب مسئلہ کے پیروں پر ظالمانہ احکام لگائے جاتے ہیں۔

چوتھی قسم: حدیث یا واقعہ کی سند صحیح رہتی ہے اور اس میں کوئی زیادتی یا کمی بھی نہیں رہتی، البتہ روایت میں بعض غلطیاں ہو جاتی ہیں، جو صحابی سے بھی ہو سکتی ہیں، کیوں کہ صحابی بھی معصوم نہیں ہوتا، صحابی سے بھی ہر جگہ اور ہر زمانہ کے لوگوں کی طرح غلطی ہو سکتی ہے۔

اسی وجہ سے ہم کہتے ہیں: ایسا کون شخص ہے جس نے کبھی غلطی نہ ہوئی ہو؟ اور کون ایسا شخص ہے جو صرف بھلائی ہی کرتا ہو؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سلسلے میں صحیح عقیدہ یہ ہے کہ وہ انسان ہیں، وہ صحیح کام کرتے ہیں اور ان سے غلطیاں بھی ہوتی ہیں، سبھی انسانوں کی طرح ان سے غفلت ہوتی ہے اور ان سے بھول بھی ہوتی ہے، اور ان کے حق میں ہم گناہوں سے معصومیت کا دعویٰ نہیں کرتے (۱) اسی وجہ سے ان کی اچھائیوں کا تذکرہ نہ، اور ان کی برائیوں سے تباہی بردتا ضروری ہے، اللہ کی قسم! اگر ہمارے ان کی اچھائیوں اور اعمال صالحہ مثلاً اللہ کے راستے میں خرچ کرنے، جہاد کرنے اور دین اسلام کی مدد و نصرت کا مقابلہ ہم اپنی اچھائیوں کے ساتھ

۱۔ صحابہ کرام کے دینی دوسرے احادیث سے ان باتوں کا کوئی تو ذرا نہیں ہے، چنانچہ حدیث: "انہو منہ" سے مراد ہونے کے درمیان فرق کرنا ضروری ہے، کیوں کہ عدالت کا یہ مطالبہ نہیں ہے کہ سب سے غلطیاں، "انہو منہ" لکھے، مطالبہ سے کیا ہے، نہ نہیں کی ہے، یہ صرف معصوم کے حق میں صحیح ہے، سب سے زیادہ سچ ہے، "معصومیت" دوسری چیز، عدالت کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ کی روایتوں کو کسی کی طرف سے تزکیہ کے بغیر ہی قبول کیا جائے اور ان کی عدالت کے اسباب کے بارے میں تحقیق، نتیجتاً ان کے کثافت نہیں دیکھا جائے گا، کیوں کہ قرآن کریم میں یہ اصول ہے: "ان کا تذکرہ کرنا ہے، اس کی تہلیل کے لیے دیکھا جائے، اللہ: اصل اللہ فی صحابہ" (۲) علامہ ابی نعیم ع ۱۰۹۳ھ

کریں تو ہماری اچھانچاں اتنا سمندر کے ایک قطرے کے برابر ہوگی۔

جرح و تعدیل کے میزان میں روایت صحیح ہو اور اس کے خاہر سے غلطی معلوم ہوتی ہو تو مسلمان کو بہترین مخرج اور عذر تلاش کرنا چاہیے، ابن ابی زید قیر والی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”صحابہ کے درمیان ہوئے جھگڑوں کے تذکرے سے باز رہنا ضروری ہے، اور وہ لوگوں میں اس بات کے سب سے زیادہ حق دار ہیں کہ ان کے حق میں عذر تلاش کیا جائے اور ان کے سلسلے میں سب سے بہتر گمان رکھ جائے۔“ (۱)

ابن دقیق العید نے لکھا ہے: ”ان کے جو جھگڑے اور اختلافات نقل کیے گئے ہیں، ان میں سے بعض باطل اور جھوٹے ہیں، جن کی طرف توجہ ہی نہیں کی جائے گی، اور بعض صحیح ہیں، جن کی ہم نے بہترین تاویل کی ہے، کیوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے پہلے ہی ان کی تعریف کی ہے، جو باتیں بعد میں بیان ہوئی ہیں، ان کی تاویل کی جاسکتی ہیں، کیوں کہ جو مشکوک اور مذبذب ہوتا ہے، وہ معصوم اور محقق کو باطل نہیں کرتا ہے۔“ (۲)

آمدی نے لکھا ہے: ”یہ واجب اور ضروری ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں سے متعلق حسن ظن رکھا جائے، ان کے درمیان ہوئے اختلافات اور جھگڑوں کے تذکرے سے باز رہا جائے اور جو کچھ انھوں نے کیا ہے یا کہا ہے اس کو صرف بہترین رخ پر ڈالا جائے اور اس کو اجتہاد پر محمول کیا جائے، کیوں کہ ان کی تعریف اور ان کی نصیحت کے سلسلے میں آئے ہوئے کلمات کا ان میں بیوسٹ ہیں اور نفوس میں بیٹھے ہوئے ہیں، اس کے سلسلے میں وارد روایتیں متواتر اور صحیح ہیں جو قرآن کریم اور حدیث نبوی سے ثابت ہیں اور اس پر امت کا اتفاق بھی ہے، یہ بات اتنی مشہور ہے کہ اس کے اظہار کرنے کی ضرورت نہیں ہے، ان کے سلسلے میں برے اعمال کے تعلق سے جو باتیں روایت کی گئی ہیں، ان میں

۱۔ سنن ترمذی، تاج الدین قیر والی، شرح، ص ۱۲۱، زہری ص ۳۳

۲۔ اصحاب رسول ﷺ و مذاہب اہل فہم۔ ترجمہ امجدی ترجمہ، ص ۳۰۰

سے اکثر روایتوں کی کوئی حقیقت اور اصل نہیں ہے، یہ محض خواہشات کی پیروی کرنے والوں کی ذہنی کاوشیں اور دشمنوں کے کڑوت ہیں۔۔۔۔۔ انھوں نے مزید لکھا ہے: ”والبتہ جو روایتیں ثابت ہیں اور اس میں شک کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے تو ان میں سے جس کی کسی صورت میں تاویل کرنا ممکن ہو تو اس کی سب سے بہترین تاویل کرنا لازمی ہے، ورنہ اس کے بارے میں خاموشی اختیار کرنا ضروری ہے اور یہ اعتقاد رکھنا لازم ہے کہ اس کی کوئی نہ کوئی تاویل موجود ہے، جہاں تک اس کا ذہن کا پتلا نہیں ہے اور وہ اس سے واقف نہیں ہوا ہے، کیوں کہ ارباب دین اور اصحاب مروت کے بارے میں یہی لائق ہے اور غلطیوں سے زیادہ محفوظ رکھنے والی یہی راستہ ہے، اس لیے بھی کہ انسان کا ان امور سے خاموش رہنا جن کے بارے میں یوں لازم نہ ہو، یہ اس سے بہتر ہے کہ لائینی باتوں میں پڑ جائے، خصوصاً اس وقت جب بھٹلے، ہڈ مٹی کرنے، پورا نکال پائیں کرنے کا احتمال ہو۔“ (۱)

بڑے افسوس کی بات ہے کہ یہ غرض لوگ ان غلطیوں کو بہت بڑی بنا کر پیش کرتے ہیں، یہاں تک کہ ہر طریقے سے ان غلطیوں کی حدیث و اجتہاد کا مشغلہ بن جاتا ہے، تا کہ وہ اپنے دل کی خواہش پورا کریں، گویا یہی قضیہ حق اور باطل کے درمیان فیصلہ کرنے والا ہے اور اس کو جو ان کے دلوں میں ہے، اور جو اس کا کار کرے وہ کافر یا منافق ہے! لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان پیش آئے ہوئے اختلافات اور جھگڑوں کے بارے میں قاطعاً دو دقیق معلومات کی عدم موجودگی کی وجہ سے ہم پر لازم ہے کہ ہم ان کی تاریخ کے ساتھ ان لوگوں کا سا معاملہ کریں جن کو اللہ نے اپنی کتاب میں پاک قرار دیا ہے، یہی اصل اور بنیاد ہے، اگر محقق اور مطالعہ کرنے والے کو کسی روایت کی صحیح سند نہ ملے تو ایک

ان لوگوں پر تعجب ورتعجب ہے جو علمی تحقیق کے اصولوں کو ایسے امور میں منطبق کرتے ہیں، جو ان کی ضرورتوں اور خواہشات کے مطابق ہو، اور دوسرے امور میں ان ہی اصولوں کی وجہیاں اڑاتے ہیں، جس طرح مرتضیٰ عسکری نے اپنی کتاب "عبداللہ بن سبا" میں کیا ہے، وہ ابن سبا کی حقیقت کا انکار کرتے ہیں اور ان حقائق سے پہلو تہی اختیار کرتے ہیں جو ثابت ہیں، لیکن جب صحابہ کے سلسلے میں بات آتی ہے تو ہر چیز ان کے یہاں مقبول ہے، چاہے وہ ضعیف ہو یا موضوع، جب تک ان کے مقصد کی تکمیل ہوتی ہے تب تک مقبول ہے، وہ اصول پسندی کہاں ہے، یہ لوگ جس کی نڈالگاتے ہیں؟ وہ علمی اسلوب کہاں ہے جس کا جھنڈا یہ لوگ بلند کرتے ہیں؟ صدر اسلام کے باقی تاریخی روایتوں اور اہم واقعات پر یہ اصول کیوں منطبق نہیں ہوتے ہیں؟

کیا طہطہائی نے اپنی تفسیر میں اس آیت کریمہ کے تفسیر کے وقت یہ نہیں کہا ہے: "وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عِنْدَهُ مُنْشَقًّا" (اسراء: ۳۶) (جس بات کی تجھے خبر ہی نہیں ہے اس کے پیچھے مت پڑ، کیوں کہ کان، آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک کے بارے میں سوال کیا جانے والا ہے) وہ کہتے ہیں، آیت کریمہ ان چیزوں کی بیرونی سے منع کرتی ہے جن کے بارے میں علم نہ ہو، یہ مطلق حکم ہونے کی وجہ سے عقیدہ اور عمل دونوں کو شامل ہے اور اس کا خلاصہ یہ دینی زبان میں یہ ہے: جس کا تمہیں علم نہیں ہے اس کا عقیدہ نہ رکھو اور جس کا تمہیں علم نہ ہو اس کے بارے میں مت کہو، کیوں کہ ان تمام امور میں بیرونی ضروری ہے اور انسانی فطرت کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علم کی بیرونی واجب ہے اور غیر علمی کے بیرونی سے باز رہنا ضروری ہے، کیوں کہ اپنی فطرت کی وجہ سے انسان اپنی کاروان زندگی میں اپنے اعتقاد یا عمل کے ذریعے صرف حقیقت کو پانا چاہتا ہے اور معلوم چیز کو حاصل کرنا

چاہتا ہے جس کے بارے میں یہ کہنا صحیح ہے کہ یہ وہی ہے، اب یہ مشکلوک اور موہوم چیز کے بارے میں مطالعہ یہ بات کہنا صحیح نہیں ہے کہ یہ وہی ہے۔ پس تم یہ بات سمجھو۔ (۱)
"حسن کا شرف اعطاء کہتے ہیں: جس بارے میں کوئی ایسا نص وارد نہ ہوا ہو جس کے بدلے سے مخصوص حکم بدل جاتا ہو تو وہ اس اصول پر باقی رہتا ہے کہ اصل صحیح نہ ہوتا ہے۔ (۲)

ایک مسلمان کے لیے چھ اہم امور سے چوکنار ہونا ضروری ہے جن کا تعلق آل بیت رضی اللہ عنہم کی تاریخ سے ہے، جو مندرجہ ذیل ہیں:

پہلا امر: آل بیت کے بلند مقام کی وجہ سے بعض دشمنان اسلام کو مسلمانوں کے درمیان گھسٹا آسان ہو گیا ہے، یہ اس طرح کہ انھوں نے آل بیت سے محبت اور ان کے ساتھ دوستی کا شعار بلند کیا اور ان کے فضائل میں حد بیش گھڑی، عمومی طور پر آل بیت کے فضائل اور ان سے محبت کی طرف لوگوں کے رجحان کا یقینی اور حتمی نتیجہ یہ نکلا کہ انھوں نے ان موضوع حدیثوں کو جرح و تعدیل اور تحقیق کے بغیر ہی قبول کر لیا، اسی وجہ سے ہم آل بیت رضی اللہ عنہم کے ائمہ کو دیکھتے ہیں کہ وہ اس امر کو پوری وضاحت کے ساتھ بیان کرتے ہیں، اور یہ ایک حقیقت ہے جو وقوع پذیر ہوا ہے، اسی وجہ سے آل بیت سے محبت کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ آل بیت کے سلسلے میں گھڑے ہوئے اور موضوع آثار و روایات اور واقعات سے چوکنار ہے۔

امام جعفر صادق نے ہانگ دال اس کا اعلان کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: ”ہم اپنی بیت سچے ہیں، لیکن کچھ لوگ ہماری طرف نسبت کر کے جھوٹی باتیں بیان کرتے ہیں جس کی وجہ سے ہماری سچائی مشکوک ہو جاتی ہے۔“ (۱)

قاضی شریک بن عبداللہ کی بات سنو، وہ امام جعفر کے ساتھ رہنے والے لوگوں کا وصف بیان کرتے ہیں اور ان سے روایت کا دعویٰ کرتے ہیں، ”ابو عمر کشی نے کہا ہے کہ سچی بن عبدالحمید حمالی نے علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کی امامت کے اثبات میں تائیف کردہ اپنی کتاب میں لکھا ہے: میں نے شریک سے کہا: بعض لوگوں کا دعویٰ ہے کہ جعفر بن محمد ضعیف الحدیث ہیں، انھوں نے کہا: میں تم کو واقعہ بتاتا ہوں، جعفر بن محمد صالح، متقی مسلمان

تیسرا باب

آل بیت کے بارے میں شبہات کی تردید کے اصول و ضوابط

تھے، چند جاہل لوگوں نے آپ کی صحبت اختیار کی، وہ جعفر کے پاس جاتے تھے اور ان کے پاس سے نکلتے تھے اور کہتے تھے! ہم کو محمد بن جعفر نے بتایا، پھر ایسی حدیثیں روایت کرتے تھے جو سب کی سب مکر، جھوٹ اور گھڑی ہوئی ہیں، تاکہ اس کے ذریعے وہ لوگوں سے مالی فائدہ اٹھا سکیں اور ان سے درہم و دینار لیں، اس طریقے سے وہ ہر منکر بات بیان کرتے تھے، چنانچہ میں نے عوام سے اس بارے میں سنا، پس ان میں سے بہت سے ہلاک ہوئے اور بہت سوں نے اس کا انکار کیا۔ (۱)

امام جعفر صادقؑ نے بھی یہی کہا ہے: ”مغیرہ بن سعید میرے والد پر جھوٹ گھڑتے تھے، وہ اپنے ساتھیوں کی کتابیں لیتے تھے اور اس کے ساتھی میرے والد کے ساتھیوں میں گھسے ہوئے تھے، وہ میرے والد کے ساتھیوں سے کتابیں لیتے تھے اور مغیرہ کو دیتے تھے، وہ ان کتابوں میں کفر اور زندقہ لکھتے تھوڑا سا اور میرے والد کی طرف منسوب کرتا تھا، پھر اپنے ساتھیوں کے حوالے کر کے کہتا تھا کہ ان کتابوں کو پھیلاد۔“ (۲)

دوسرا معاملہ: آل بیت کے فضائل میں روایت کردہ موضوع اور جھوٹی حدیثیں بالکل اسی طرح ہیں جیسے صحابہ رضی اللہ عنہم کے فضائل میں روایت کی گئی ہیں، یہ روایتیں آل واصحاب کے فضائل میں مروی صحیح حدیثوں سے دس گنا زیادہ ہیں، اسی وجہ سے فضائل کی حدیثوں کو قبول کرنا، ان کی نشر و اشاعت کرنا اور ان کے بارے میں غلو کرنا صحیح نہیں ہے، مگر یہ کہ ان کی سندوں کی تحقیق کی جائے اور ان میں سے صحیح روایتوں کو چھاننا جائے۔

تیسرا معاملہ: آل بیت کے حق میں ثابت فضائل کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ صرف ان فضائل کے حق دار ہیں اور یہ فضائل ان ہی کے ساتھ مخصوص ہیں، دوسرے ان میں شریک نہیں ہے، کیوں کہ یہ اصول اور قاعدہ کلیہ ہے کہ کسی شرف سے تخصیص کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس شرف سے دوسروں کی نفی ہوتی ہے۔ (۳)

۱۔ رجال الکلی ص ۲۹۸-۳۰۰، بحار انوار ص ۲۵۰، بحار ص ۳۰۳-۳۰۴

۲۔ الحیاتی المصطفیٰ ص ۵۰، بحار ص ۲۵۰، بحار ص ۲۵۰

۳۔ حادیث مع الخلفاء ص ۱۲، بحار ص ۱۲، بحار ص ۱۲، بحار ص ۱۲

اگر ہم کہیں: نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: ”میں کل جھنڈا اس شخص کے حوالے کروں گا جس کے ہاتھوں اللہ فتح نصیب کرے گا، وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے، اور اللہ اور رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ (۱) کیا اس حدیث سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ یہ شرف باقی آل بیت کو حاصل نہیں ہے، اور حضرت حسن و حسین سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ محبت نہیں کرتے ہیں؟

یہ فطری جواب ہوگا کہ ایسا نہیں ہے! بلکہ وہ دونوں مخلصی نو جوانوں کے سردار ہیں، اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ ان دونوں سے محبت کرتے ہیں، بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا خصوصیت سے تذکرہ فرما کر ان کو عزت و شرافت سے سرفراز کیا ہے اور ان کی قدر بڑھائی ہے، مثلاً:

”آل بیت کے سلسلے میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا، وَإِنَّا لَنُؤَيِّدُكُم بِاللَّهِ وَالْجَنَّةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا“ (احزاب ۳۳) بلاشبہ اللہ چاہتا ہے کہ، اے گھر والو! تم سے گندگی کو دور کرے اور تم کو پاکیزہ بنا دے، اور تم ان آیات اور اس حکمت کو یاد رکھو جن کی تمہارے گھروں میں تلاوت کی جاتی ہے، بے شک اللہ رازداناں اور بڑا باخبر ہے۔

۱۔ یہ روایت سہل بن سعد سے بخاری اور مسلم میں ہے: بخاری: ۲۹۳۲، مسلم: ۲/۲۱۸، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸،

اور صحابہ کرام کے منسلک میں فرمایا ہے: "مَنْ أَيْدَى آلَةَ لِيُخْفَلَ عَلَيْهِمْ مِنْ خَرْجٍ وَلَكِنْ يَرِيدُ لِيُطْلَقَ مِنْكُمْ وَلِيَنْتَمِ بِغَفْلَةٍ عَلَيْهِمْ" (۱) اللہ تعالیٰ تم پر کسی قسم کی تنگی ڈالنا نہیں چاہتا، بلکہ اس کا ارادہ تمہیں پاک کرنے کا اور تمہیں اپنی بھرپور نعمت دینے کا ہے۔

تلمیح تمام مسلمانوں کو شامل ہے، لیکن اللہ نے خصوصیت کے ساتھ اہل بیت کا تذکرہ کیا ہے، کیوں کہ ان کو فضیلت حاصل ہے، اس پر قیاس کیجئے، اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ بعض آلہ بیت رضی اللہ عنہم کی بہت سی خصوصیات اور امتیازات ہیں جن میں کوئی دوسرا ان کا شریک نہیں ہے، بالکل اسی طرح بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو بہت سی خصوصیات اور امتیازات حاصل ہیں جن میں کوئی دوسرا ان کا شریک نہیں ہے، اسی وجہ سے ہر حق والے کو اس کا حق دینا ضروری ہے، یہی معاملہ اس مشہور حدیث کے منسلک میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی چادر میں بعض اہل بیت کو لیا اور ان کے حق میں دعا کی، یہ علی، فاطمہ، حسن اور حسین تھے، رسول اللہ ﷺ کے دوسرے قریبی رشتے دار جو آپ ﷺ کے گھر میں نہیں رہتے تھے، وہ بھی آیت کریمہ کے حکم میں ہیں، کیوں کہ نہ دوسرے اور نہ قریب سے اس حدیث سے یہ پتہ نہیں چلتا ہے کہ آلہ بیت کا مفہوم صرف علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم تک محدود ہے، اسی طرح اس حدیث سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کچھ لوگ اہل بیت میں داخل ہیں اور دوسرے اس سے خارج ہیں، کیوں کہ ان لوگوں کے داخل ہونے کے لیے یہ شرط نہیں ہے، اسی طرح یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ مہبات ائمہ منین اس سے خارج ہیں، اللہ کی رحمت ہر چیز پر وسیع ہے، کیوں کہ کسی ایک کی وجہ سے دوسرے پر رحمت ٹھک نہیں ہوتی، اگر کوئی کہے والا یہ کہے جس کے دس بھائی ہوں، عمر، علی اور خالد میرے بھائی ہیں۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ باقی سات اس کے بھائی نہیں ہیں؟ کلام عرب میں اس طرح کی عبارات بکثرت پائی جاتی ہیں بلکہ قرآن کریم تک میں اس کی مثالیں پائی جاتی ہیں، ﴿اللَّهُ تَعَالَىٰ فَرَمَاتُ﴾: "إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ، ذَلِكَ الْوَيْزُ الْقَدِيمُ" (العنکبوت)

(۲) یعنی یہ دین تم میں سے ہے، دین تم صرف چند مہینوں اور ان میں سے چار ماہ حرم ہونے میں محدود نہیں ہے، اسی طرح نبی کریم ﷺ نے "حدیث کساء" میں فرمایا ہے: "یہ میرے گھر والے ہیں" یعنی وہ میرے گھر والوں میں سے ہیں، جیسا کہ ہم نے ابھی ابھی اس کی وضاحت کی ہے، ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اگر حدیث کساء ان چار صحابہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ آلہ بیت میں سے کسی دوسرے کے داخلے میں رکاوٹ ہے تو علی بن حسین محمد باقر، جعفر صادق وغیرہ ائمہ اس میں کیسے داخل ہوں گے، اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ "واحدہ کساء" کے وقت ان ائمہ کا وجود ہی نہیں تھا۔ (۱)

چوتھا معاملہ: صرف نسب پر اعتماد کافی نہیں ہے۔

جس طرح ہمارے لیے یہ ضروری ہے کہ ایمان نسب اور نبی کریم ﷺ کی قربت کی وجہ سے ہر آلہ بیت سے محبت کریں، اسی طرح ہم پر یہ بھی ضروری ہے کہ اہل بیت میں سے کوئی گناہ کرے تو اس کے گناہ کے بقدر اس سے نفرت کریں، جس طرح عام اہل بیت کے ساتھ معاملہ کرنے کا علم ہے: "جس کو اس کا ملن سست کر دے اس کا نسب اس کی رفتار نہیں بڑھا سکتا"۔ (۲)

پانچواں معاملہ: آلہ رسول کو صرف علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم اور حسین کے نو بچوں میں محدود کرنا کسی بھی حال میں صحیح نہیں ہے اور یہ حقیقت کے خلاف بھی ہے۔

اس میں بہت سے ان لوگوں کی حق تلفی ہے جو آلہ بیت میں سے ہیں، اس میں پاکیزہ نسبت اور اس پر مرتب ہونے والے حقوق سے ان کی محرومی ہے: یہ بعض حقوق تعبدی ہیں تو بعض مالی، جن حقوق کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے مقرر کیا ہے اور ان پر راضی ہوا ہے، یہاں اس موضوع کو تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کا موقع نہیں ہے۔

اس میں کسی شک کی گنجائش ہی نہیں ہے کہ مذکورہ بالا افراد رضی اللہ عنہم میں رشتے داری اور قرابت کو محدود کرنے کا لامحالہ تقاضہ اور نتیجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی نسل کو محدود کر دیا جائے اور اس کو کم کر دیا جائے، جب کہ اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ کوئی بھی اس کا اقدام کرے گا۔

ہمارے لیے یہ حق ہے کہ ہم ان لوگوں سے مندرجہ ذیل سوالات کریں:

رسول اللہ ﷺ کے چچا کہاں چلے گئے؟

کیا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ عبدالمطلب کی اولاد میں سے نہیں ہیں؟

ان کے فضائل کا تذکرہ کہاں چلا گیا؟ کیا وہ اللہ اور اس کے رسول کے شریک نہیں ہے، کیا وہ احد کے شہید اور بدر کے شہسوار نہیں ہیں؟ جب وہ شہید ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ کو اتنا زیادہ غم ہوا کہ اس سے پہلے کبھی اتنا غم نہیں ہوا تھا۔

کیا نبی کریم ﷺ نے یہ نہیں فرمایا: ”اللہ کے نزدیک قیامت کے دن شہیدوں کے سردار حمزہ ہوں گے“۔ (۱)

کیا حضرت عباس رضی اللہ عنہ عبدالمطلب کے فرزند نہیں ہیں، انھوں نے فتح مکہ میں شریعت کی اور جنگ خندق میں بہت قدم رہنے والوں کے ساتھ میدان جنگ میں مجھ رہے؟ کیا یہ روایت نہیں ہے: ”عباس مجھ سے ہے اور میں ان سے ہوں“۔ (۲)

۱۔ مصدرک ۱ کہ ۱۲۰/۲، انھوں نے کہا ہے کہ اس روایت کی سند صحیح ہے، علامہ ذہبی نے ”الخصائص“ میں اس کی تردید کی ہے، علامہ ناصر الدین البانی نے اس روایت کے دوسرے طرق اور شواہد کی وجہ سے اس کو صحیح قرار دیا ہے: ”السننۃ الصحیحہ: ۱/۱۶۱، ۱۷۱، حدیث ۳۷۲۔

۲۔ ترمذی: ۳۷۵۹، ترمذی نے کہا ہے کہ یہ روایت حسن صحیح غریب ہے، عسائی: ۳۳/۵، مصدرک ۱ کہ ۳۲۵/۳، انھوں نے کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے، ”سیر الاعلام“ میں علامہ ذہبی نے اس کی تردید کی ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند قوی نہیں ہے، ۹۹/۴، اسی کتاب میں دوسری جگہ علامہ ذہبی نے کہا ہے کہ اس روایت میں عبدالمطلب ہیں جو مذکور ہیں۔ ۱۰۲/۲، اسی طرح البانی نے بھی اس کو ضعیف قرار دیا ہے، ”السننۃ الصحیحہ“ ۲/۳۶۸، حدیث ۳۴۱۵، حدیث کو ضعیف کہنے سے اس کی تلقین نہیں ہوتی کہ اس کے صحیح صحیح ہیں، جیسا کہ یہ بات صحیح نہیں، جب کہ بعد ازاں حدیث اس کی تائید بھی ہے۔

کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا: ”آدمی کا چچا اس کے باپ کی طرح ہوتا ہے“۔ (۱)

نبی کریم ﷺ کے چچا زاد بھائی کہاں چلے گئے؟

کیا جعفر طیار رضی اللہ عنہ کا بلی تعریف کارناموں والی شخصیت نہیں ہے؟

کیا نبی کریم ﷺ نے ان کے سلسلے میں یہ نہیں فرمایا: ”تم شکل و صورت اور اخلاق میں میرے مشابہ ہو“۔ (۲)

کیا وہ السابقون الاولون میں سے نہیں ہیں؟

کیا انھوں نے حبشہ کی طرف ہجرت نہیں کی، دو حبشہ عی میں رہے، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی، پھر وہ فتح خیبر کے موقع پر آئے، نبی کریم ﷺ ان کی آمد سے بہت ہی خوش ہوئے، ان کے آنے پر کھڑے ہوئے، معافکہ کیا اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا۔

یہ بھی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”مجھے نہیں معلوم کہ میں کس پر سب سے زیادہ خوش ہوں، فتح خیبر پر یا جعفر کی آمد پر“۔ (۳)

جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا نائب بنا کر موتہ بھیجا تو انھوں نے اللہ کے راستے میں کارہائے نمایاں انجام دیے، اور جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ ان کے دونوں ہاتھ کٹ گئے اور وہ شہید ہو گئے، اللہ تعالیٰ نے ان دو ہاتھوں کے بدلے جنت میں دو چنگ دیے، جیسا کہ صادق وصدوق نبی کریم ﷺ نے اس کی خبر دی ہے، پس ان کا دنیا میں ”غیاثر القلوب“ ہو گیا اور ان کو جعفر طیار ہی کہا جانے لگا۔

جب نبی کریم ﷺ کو ان کی شہادت کی خبر ملی تو آپ کو بہت زیادہ غم ہوا، اس موقع پر آپ نے فرمایا: ”میں کل رات جنت میں داخل ہوا تو میں نے اس میں دیکھا کہ جعفر

۱۔ ترمذی: ۳۷۵۸، ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے، مصدرک ۱ کہ ۱۶۵/۳، اس کے شواہد اور خلاف طرق کی وجہ سے علامہ البانی نے اس کو صحیح قرار دیا ہے: ”السننۃ الصحیحہ: ۲/۳۶۸، حدیث ۹۰۶۔

۲۔ صحیح بخاری: ۲۶۹۹۔

۳۔ السنن الکبریٰ بخاری: ۱۰۱/۱، انھوں نے کہا کہ یہ روایت مرسل ہے۔

فرشتوں کے ساتھ اڑ رہے ہیں۔“ (۱)

رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ”آج رات جعفر فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ میرے پاس سے گزرے، ان کے دو پتکھ خون سے رنگے ہوئے تھے اور ان کا دل سفید تھا۔“ (۲)

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے یہ بعض مناقب اور فضائل ہیں، جن سے دنیا و آخرت میں ان کے عظیم مقام اور بلند مرتبے کا پتہ چلتا ہے۔ رضی اللہ عنہ و آلہ و۔

کیا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما امت کے زبردست علم اور ترجمان قرآن نہیں ہیں، آپ کو اپنی وسعت علمی، کثرت فہم، کتابت عقل اور وسع فہم کی وجہ سے علمی سمندر کہا جاتا ہے، ان کو اس لقب سے کیوں موسوم نہ کیا جائے، جب کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے حق میں دین کی سمجھ اور علم تاویل کی دعا کی ہے۔ (۳)

آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ جمل اور عہدین میں شریک رہے، آپ کے اس فضل کا اعتراف کیا صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین نے کیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولادت جہاں چلی گئی جن کی تعداد بہت زیادہ ہے؟
حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی باقی اولاد کا کیا ہوا، جن میں آپ کے پوتے شہید کوفہ زید بن علی بن حسین اور آپ کی اولاد کی ابھی ذریت ہیں؟

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد کا کیا ہوا؟

ان ابھی لوگوں کے حقوق کیا ہوئے؟

کیا یہ سب آل بیت میں سے ہیں یا نہیں؟

۱۔ مستدرک حاکم ۳/۱۹۶: ۲۰۵۔ کہ ہے کہ اس کی سند صحیح ہے، بخاری نے ”الحیۃ“ میں اس روایت صحیح کہا ہے، ابی خزیمہ نے ”صحیح الباقی“ میں اس کو صحیح قرار دیا ہے، ۳۳۵۸: المستدرک الصحیح ۶/۴۷۷: حدیث ۱۲۶۔

۲۔ مستدرک حاکم ۳/۲۱۲: ۲۱۲۔ کہ ہے کہ یہ روایت حسن کی شرط پر صحیح ہے، ابی حنیفہ نے ان کی موافقت کی ہے، المستدرک الصحیح ۳/۲۲۸: حدیث ۱۲۶۔

۳۔ بخاری و مسلم

اگر یہ اہل بیت میں سے نہیں ہیں تو کس نے ان کو اہل بیت سے خارج کیا ہے؟
کس دلیل کی بنیاد پر اس کام کی جرات کی گئی ہے؟

کیا ان لوگوں کو آل بیت سے دور کرنے میں کوئی سازش کا رہنما ہے؟ (۱)

اس موضوع پر مناقشہ اور بحث کرنے اور اس کی فہم و وضاحت کرنے کی یہ جگہ نہیں ہے، لیکن ہم نے یہاں ان تفصیلات کا اس سے تذکرہ کیا ہے، تاکہ قاری اس بات سے متنبہ رہے کہ آل بیت کی تاریخ اس سے بہت وسیع، بڑی اور عظیم ہے جس کا تذکرہ بعض لوگ کرتے ہیں۔

نتیجہ یہ نکلا کہ اہل بیت بہت سے ہیں، اللہ ان کی تعداد میں اضافہ فرمائے، یہ وہ لوگ ہیں جنہیں صدقہ دینا حرام ہے، وہ ہوشم کے حواہی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات ہیں، جو اہل بیت میں سے نہیں ہیں، لیکن نبی کریم ﷺ کے تابع ہونے کی وجہ سے اہل بیت میں سے ہیں، جیسا کہ دسیوں صریح اور صحیح نصوص سے اس پر دلالت ہوتی ہے، اس لیے کہ نبی کریم ﷺ سے وہی ازواج میں منسلک ہونے سے پہلے یہ اہل بیت میں سے نہیں تھے، بہت سی کتابوں میں اس سلسلے میں بکثرت نصوص پائے جاتے ہیں، ان سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ آل بیت حضرت علی، فاطمہ اور حسین رضی اللہ عنہم کی بعض اولاد میں بھروسہ نہیں ہے، محمد بن سلیمان کوفی نے روایت کیا ہے کہ حمین بن عتبہ نے زید بن ارقم سے دریافت کیا: اہل بیت کون ہیں، کیا آپ کی بیویاں اس بیت میں سے نہیں ہیں؟

انھوں نے جواب دیا: آپ کی بیویاں اہل بیت میں سے ہیں، اہل بیت وہ ہیں جن پر آپ ﷺ کے بعد صدقہ حرام ہے۔ حمین نے ان سے دریافت کیا: زید و کون ہیں؟ انھوں نے جواب دیا: وہی، جعفر، عقیس اور عباس کی اولاد ہیں۔ (۲)

حی نے بھی اس کا تذکرہ کیا ہے، اللہ تعالیٰ کے فرمان ”أُولَی الْقُرْبَى“ (سورہ

۱۔ اہل بیت و خولہم الشریعہ، کاظمی شیخ صالح الدوبی ص ۲۰۹

۲۔ مناقب امیر مومنین ۶/۲، اس کی طرف اربعی نے ”کلیف الخیر“ میں اشارہ کیا ہے، بحار انوار ۱۸/۲۳۷

۱۰۔) کے دشمن میں انھوں نے لکھا ہے: یہ علی، عباس، جعفر اور مختار رضی اللہ عنہم کی اولاد ہیں، ان کے ساتھ اللہ نے دوسروں کو شریک نہیں کیا ہے، یہ صحیح قول ہے، کیوں کہ یہ آل محمد کے مسک کے مطابق ہے، ان کے پاس مذکور دلائل سے اس کی تائید ہوتی ہے (۱) اس کے علاوہ بہت سے مصادر اور مراجع ہیں جن سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے

ایک بڑے شخص نے روایت کیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے کہا: "اللہ کے رسول! آپ تو عقیدے سے محبت کرتے ہیں۔ آپ سبیل اللہ نے فرمایا: "تبی ہاں، اللہ کی قسم! میں ان سے دگنی محبت کرتا ہوں، ایک ان سے محبت کی وجہ سے اور دوسرے ابو طالب کے ان کو چاہنے کی وجہ سے، اور ان کا لڑکا تمھارے لڑکے کی محبت میں شہید ہوگا۔" یہاں تک کہ آپ سبیل اللہ نے فرمایا: "میرے بعد میرے خاندان کو جو تکلیفیں ہونے والی ہیں میں اس کی شکایت اللہ ہی سے کرتا ہوں"۔ (۲)

پس رسول اللہ ﷺ نے عقل اور ان کے لڑکے کو پاکیزہ خاندان میں شامل کر دیا۔

چھٹا امر: ناقابل اعتناء کتابوں میں بہت سے اقوال بھرے پڑے ہیں، جن میں اس کا دعویٰ کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے انتقال کے بعد خلفائے راشدین کے عہد میں، پھر دولت امویہ کے زمانے میں پھر دولت عباسیہ کے دور حکومت میں آل بیت پر ظلم و زیادتی کی گئی، ان پر مصیبتوں کے پہاڑ توڑے گئے، کوئی بھی اہل بیت کے سادات میں سے ایسا نہیں بچا جس نے ذلیل کی ہوانہ کھائی ہو، یا قتل نہ ہوا ہو، یا اس کو جلا وطن نہ کیا گیا ہو، یا اس کو زبردستی کر مارا نہ گیا ہو، اس کے علاوہ بہت سے دعوے کیے جاتے ہیں۔

اس کا جواب دو طریقوں سے دیا جاسکتا ہے، جو مندرجہ ذیل ہیں:

پہلا جواب:

اہل سنت والجماعت کے نزدیک اصل یہ ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور

اس پر اجماع ہے کہ آل بیت کی عزت اور توقیر کی جائے اور ان کے فضائل اور نبی کریم ﷺ سے قربت، ان کے بارے میں آپ ﷺ کی وصیت کو چاہنا جائے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اور میرے گھر والے، میں تم کو اپنے گھر والوں کے سلسلے میں اللہ کو یاد دلاتا ہوں، میں تم کو اپنے گھر والوں کے سلسلے میں اللہ کو یاد دلاتا ہوں"۔ (۱)

آل بیت رضی اللہ عنہم کے سلسلے میں اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ان کی کتابوں میں موجود ہے: حدیث، عقائد، فقہ، تراجم و میر کی کتابوں میں اہل سنت کا عقیدہ موجود ہے، ہر مصنف نے مناسب جگہ پر اس عقیدے کا تذکرہ کیا ہے، مثلاً حدیث کی کتابوں میں ان کے فضائل میں بہت سے ابواب ہیں، عقائد کی کتابوں میں ان کے سلسلے میں اہل سنت کا عقیدہ بیان کرنے کے لیے الگ ابواب ہیں، فقہ کی کتابوں میں ان سے متعلق احکام و فروعات کے الگ ابواب ہیں، مثلاً ان پر صدقہ کرنا حرام ہے، اور تراجم کی کتابوں میں ان کا تذکرہ، حالات زندگی اور ان کے واقعات نقل کیے گئے ہیں۔

اہل سنت والجماعت کے نزدیک یہی اصل ہے، اور یہ اصل واضح اور جلی دہل کے بغیر شتم نہیں ہوتی ہے، جب ہم تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم پاتے ہیں کہ بعض لوگ جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اہل سنت اور ان کے امراء و حکام نے آل بیت کو دور کر دیا تھا، یہ باطل اور جھوٹے دعوے ہیں، ان کا کوئی ثبوت نہیں ہے، البتہ بعض جھگڑے حکومت اور سلطنت کے سلسلے میں ہوئے ہیں ان کا انکار نہیں ہے، جیسا کہ امام زید رحمۃ اللہ علیہ کی بغاوت میں ہوا ہے۔

اسی وجہ سے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: "البتہ جس نے حسین کو قتل کیا ہے یا ان کو قتل کرنے میں تعاون کیا ہے یا اس پر راضی ہے تو اس پر اللہ فرشتوں اور کبھی لوگوں کی لعنت ہے"۔ (۲)

کسی مسلمان کے لیے یہ صحیح نہیں ہے کہ باطل روایتوں یا جھوٹے قصوں کا حوالہ دے کر آل بیت کی روشن تاریخ اور ان سے مسلمانوں کی محبت کو مسخ کیا جائے، جس طرح اصفہانی نے اپنی کتاب ”مقاتل الظالمین“ میں کیا ہے، جو اصفہانی کی کتابوں پر اعتراض کرتا ہے اس پر تعجب ہے، کیوں کہ اصفہانی کی کتاب ”مقاتل الظالمین“ جھوٹے تاریخی قصوں اور باطل روایتوں سے بھری پڑی ہے، اہل سنت و الجماعت پر یہ جھوٹ الزام اور بہتان لگانے سے پہلے کوئی بھی مصنف ان روایتوں اور واقعات کو ثابت کریں نہیں سکتا ہے۔

تاریخ کی کتابوں میں ایسی بہت سی روایتیں ملتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ خلفائے راشدین نے آل بیت کی عزت کی، ان کی توقیر کی اور ان سے محبت کی:

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: ”اہل بیت کے سلسلے میں محمد ﷺ کا خیال رکھو“۔ (۱) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! مجھے رسول اللہ ﷺ کی رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی اور حسن سلوک میرے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی سے زیادہ محبوب ہے“۔ (۲)

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کو حجاج طلب کرتے ہوئے فرمایا: ”اللہ کی قسم! میں نے گھر بار، مال و دولت اور اہل و عیال کو صرف اللہ، اس کے رسول اور تم اہل بیت کی خوشنودی کے لیے چھوڑا ہے“۔ (۳)

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی ایک بیوی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تا کہ وہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری کریں اور ان پر توجہ دیں جب وہ بیمار ہوئیں، بلکہ وہ فاطمہ رضی اللہ عنہما کو غسل دینے اور کفن دینے میں بھی شریک رہیں۔ (۴)

۱۔ بخاری ۳۷۱۳، اب بن قیس، الحسین

۲۔ بخاری ۳۷۱۳، اب مناقب قرآنہ رسول اللہ ﷺ، نور الدین ۳/۳۱۳

۳۔ مسند الکبریٰ، بخاری ۳۷۱۳، البدیعہ و تہذیبہ۔ ابن کثیر ۵/۵۱۵، ابن کثیر نے تصابیح کہ یہ سند حیدر ترقی ہے

۴۔ الاستیعاب۔ ابن عبد البر ۳/۳۷۸، ابی الطالب۔ صفاتی ۶۰

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ”رسول اللہ کی دختر! مخلوقات میں سے کوئی بھی تمہارے والد سے زیادہ ہمارے نزدیک محبوب نہیں ہے، تمہارے والد کے انتقال کے بعد مخلوقات میں سے کوئی بھی تم سے زیادہ ہمارے نزدیک محبوب نہیں ہے“۔ (۱)

یہی بات کافی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس جماعت میں حضرت علی کو بھی شامل کیا جن میں سے کسی کو اپنے بعد خلیفہ بنانے کے لیے منتخب کیا تھا۔

حضرت عمر نے حضرت علی کی دختر ام کلثوم رضی اللہ عنہ کے ساتھ شادی کی۔ (۲) خلیفہ ثالث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بھی یہی حال ہے، چنانچہ آپ کی سیرت بہت سے ایسے مواقف سے بھری ہوئی ہے، جو آپ کے اور اہل بیت کے درمیان مشترک ہیں، آپ رضی اللہ عنہ اکثر موقعوں پر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مشورہ کرتے تھے، بلکہ ان تعلقات کی حقیقت واضح طور پر اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب حضرت علی اور ان کے فرزند ان رضی اللہ عنہم حضرت عثمان کے شہادت کے موقع پر آپ کے دفاع میں کھڑے ہو گئے، کیوں کہ یہ عثمان سے محبت کرتے تھے اور عثمان نے ان سے اپنی محبت کی وجہ سے ان کو ختم دیا کہ وہ جنگ سے باز رہیں۔ (۳)

بیان کیا گیا ہے کہ ہارون رشید نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کے پاس آئے، ان کے ساتھ موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم تھے، ہارون رشید لوگوں پر فخر کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ کی قبر کے پاس آئے اور کہا: السلام علیک یا ابن عم (چچا زاد بھائی) اتھ پر درود و سلام ہو! کیوں کہ ہارون رشید کا تعلق عباس بن عبد المطلب کی نسل سے ہے، پھر موسیٰ بن جعفر آئے اور انھوں نے کہا: ابا جان! تم پر درود ہو۔ ہارون رشید ان کی طرف مڑے اور کہا: اللہ کی قسم! یہ فخر کی بات ہے۔

۱۔ مصنف ابن ابی حنیفہ ۳/۵۷، ابن کثیر ۵/۵۱۵

۲۔ البدیعہ و تہذیبہ ۵/۲۲۰، تاریخ اسلام، علامہ ذہبی ۱/۱۶۶

۳۔ تاریخ دمشق، ابن مسعود ۲/۲۷۰، مناقب ابن سعد ۱/۱۲۸

ہارون رشید نے کہا: ”مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ عوام کا میرے بارے میں یہ خیال ہے کہ میں علی بن ابوطالب سے بغض رکھتا ہوں، اللہ کی قسم! میں ان سے جتنی محبت کرتا ہوں کسی اور سے اتنی محبت نہیں کرتا ہوں۔“ (۱) خلیفہ عادل حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فاطمہ بنت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہما سے فرمایا: ”علی کی دختر! اللہ کی قسم! پوری زمین پر کوئی بھی گھر والے نہیں ہیں جو میرے نزدیک تم سے زیادہ محبوب ہوں، تم میرے نزدیک میرے گھر والوں سے بھی زیادہ محبوب ہو۔“ (۲)

ایک مجلس میں زہد اور زاہدوں کا تذکرہ ہوا، چند لوگوں نے کہا کہ فلاں سب سے بڑے زاہد ہیں، لوگوں نے دوسروں کے کا نام لیے، عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”لوگوں میں سب سے بڑے زاہد علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ ہیں۔“ (۳)

دوسرا جواب:

جلیل القدر مرتبے اور مقام کے حلیین خصوصاً امت کے صلحاء اور علماء کو اللہ تبارک و تعالیٰ آزمائش کی بجھٹی سے گزارتا ہے، تاکہ آخرت اور جنت میں ان کی شان اور درجات کو بلند فرمائے، اگر اہل بیت میں سے کسی پر ظلم و ستم کیا گیا یا ان کو قتل کیا گیا، جیسا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا گیا تو یہ اس قبیل سے ہے کہ اللہ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کی آزمائش کرتا ہے۔ یہ معاملہ صرف اہل بیت کے ساتھ مخصوص اور ان ہی میں محصور نہیں ہے، بلکہ اہل سنت والجماعت کے بہت سے علماء کرام اور کبار ائمہ پر ظلم و ستم ڈھایا گیا ہے، مثلاً سعید بن جبیر، امام ابو حنیفہ، امام مالک اور امام احمد وغیرہ۔

ظلم و ستم انبیاء علیہم السلام پر بھی ڈھایا گیا اور ان کے بعد صلحاء اور نیک لوگوں کو بھی اس کا نشانہ بنایا گیا، یہ ذاتیال علیہ السلام ہیں، ان پر سخت ترین ظلم کیا گیا اور ان کو ناقابل

برداشت سزائیں دی گئیں، ظالم بادشاہ بخت نصر نے ان کو قید کیا اور دوشیروں کو ان کے ساتھ چھوڑ دیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کی اور ان کو صحیح سالم رکھا۔ (۱)

اللہ نے یعقوب علیہ السلام کی بھی آزمائش کی، ان کے فرزند یوسف علیہ السلام کھو گئے، جن سے ان کو سخت تکلیف ہوئی، اللہ کے نبی ذکر یا علیہ السلام نے بھی تکلیفیں اٹھائیں، موسیٰ علیہ السلام کو فرعون نے پریشان کیا، یسوعیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کا جینا دو بھر کر دیا، اور ہمارے آقا نبی کریم ﷺ کو قریش اور مکہ کے کافروں نے ہر طرح سے ستایا، ان بھی انبیاء کے قصبے مشہور و معروف ہیں۔

یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد بھی امت کے صلحاء پر وہی مصیبتیں آئیں جو ان سے پہلے والوں پر آئی تھیں، چنانچہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بغض اور دشمنی کی وجہ سے نماز کی حالت میں حجر گھونپ کر قتل کر دیا گیا، اسی طرح عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو ان کے گھر میں محصور کر کے شہید کر دیا گیا، جب کہ وہ قرآن کی تلاوت کر رہے تھے، یہی واقعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آیا، جب وہ لوگوں کو نماز کے لیے جگاہے تھے تو دشمن نے ان پر تلوار سے حملہ کیا اور ان کو شہید کر دیا، ان کے علاوہ بہت سے دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جو اللہ کی راہ میں مارے گئے، ان کے بعد امت کے علماء اور صلحاء کثیر تعداد میں ظلم و زیادتی کا شکار ہوئے۔

یہ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، جو ایک ظالم کے ہاتھوں سخت ترین آزمائش سے گزرے، قریب تھا کہ یہ ظالم ان کو قتل کر دیتا۔

خلیفہ متعمم کے ساتھ اہل سنت والجماعت کے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے واقعات تو بڑے مشہور ہیں، اس نے امام کو سزائیں دی اور کوڑے لگائے، یہاں تک کہ آپ کی پیٹھ چھلنی ہو گئی، ان کو جیل میں قید کیا اور ان کا جینا دو بھر کر دیا۔ (۲)

سلطان العلماء امام عز بن عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ کا امیر اسماعیل کے ساتھ پیش آیا ہوا قصہ بھی بہت مشہور ہے، جس نے ان کو قید کیا اور ان پر ظلم و ستم ڈھایا۔ جب مصر پر فاطمی خاندان کی حکومت آئی تو انھوں نے علماء پر ظلم و ستم ڈھایا، ان میں سے ایک امام ابو بکر تلمیسی ہیں، فاطمیوں نے پہلے دن ان کو کوڑے مارنے کا حکم دیا، اور دوسرے دن لوگوں کے سامنے لٹکانے کا حکم دیا، پھر تیسرے دن تیز چھری سے ان کی چوڑی اتارنے کا حکم دیا۔ (۱)

امام نعیم بن حداد کا انتقال اس حال میں ہوا کہ وہ بیڑیوں میں جکڑے ہوئے قید خانے میں تھے، دشمن ان کو اسی حال میں بھیج کر لے گئے اور غسل دیے بغیر بیڑیوں کے ساتھ ہی ایک گھڑے میں پھینک دیا۔ (۲)

امام ہرذی انصاری کہتے ہیں: ”مجھے تلوار پر پانچ مرتبہ پیش کیا گیا، مجھ سے یہ نہیں کہا جاتا کہ تم اپنے مسلک سے رجوع کرو۔ بلکہ مجھ سے یہ کہا جاتا: جو تمھاری مخالفت کرتے ہیں ان سے خاموش رہو۔ میں جواب دیتا: میں خاموش نہیں رہوں گا۔ (۳)

اس کی مثالیں لاتعداد ہیں، یہاں بتانا مقصود یہ ہے کہ ظلم و زیادتی اہل سنت والجماعت کے عوام اور علماء پر بھی ہوئی ہے، جس طرح ان کے عذاب و لوگوں پر ہوئی ہے، جو بڑا ہوتا ہے اس کی آزمائش کی جاتی ہے، اور آج تک عظیم لوگوں کی آزمائش جاری ہے۔

چوتھا باب

تاریخ کے اہم قابل اعتماد مراجع و مصادر

۱۔ جامعہ مہدیہ والحدادیہ، ۱۴۱۱ھ، مصر فی فیروز من طبع۔ خلاصہ ج ۱/۲ ص ۳۳

۲۔ سیر اعلام النبلاء، خلاصہ ج ۱/۲ ص ۶۱۰

۳۔ سیر اعلام النبلاء، ۱۴۱۱ھ ص ۵۰۹

جو مستند تاریخی مصادر سے واقف ہوئے کا ارادہ کرے تو اس کو تاریخی کتابوں اور رجال اور ان کے تراجم کے سلسلے میں لکھے ہوئے بہت سے مصادر اور مراجع میں گئے، چاہے ان کے مصنفین نے ان کتابوں کے سیاق و سباق میں صحت کی شہادت لگائی ہو، یا روایتوں پر بھیج یا ضعیف ہونے کا حکم نہ لگایا ہو، ان کتابوں کی موجودگی کی وجہ سے مطالعہ کرنے والے کو بحث و تحقیق اور جرح و تعدیل سے بے نیازی ہو جاتی ہے، البتہ جو محققین روایتوں کو سندوں کے ساتھ بیان کرتے ہیں اور ان پر ختم نہیں لگاتے ہیں، ان کتابوں کا مطالعہ کرنے والے کو ان روایتوں کے صحیح یا ضعیف ہونے کی تحقیق کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔

ذیل میں تاریخ کے بعض ان مصدراں اور مراجع کو بیان کیا جا رہا ہے، تاریخ اسلامی کا مطالعہ کرنے اور اس کو ترتیب دینے میں ان کتابوں پر اعتماد کیا جاسکتا ہے:

۱۔ "الطبقات الکبریٰ"۔ از: ابن سعد (م ۲۴۰):

اس باب میں یہ کتاب بڑی اہم ہے، کیوں کہ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے سندوں کے ساتھ روایتوں کو بیان کیا ہے، مطالعہ کرنے والے کے لیے صرف ان سندوں کو پڑھنا کافی ہے، اگر وہ اہل ہے، اس کتاب کا سب سے بڑا اہتمام یہ ہے کہ یہ سیرت نبوی، تراجم اور اخبار کی سب سے قدیم کتابوں اور مصادر و مراجع میں سے ہے، کیوں کہ مولف نے دوسری صدی ہجری میں واقعہ (۱) وغیرہ ضعیف اور متروک راویوں سے چونکہ ہو کر روایتوں کو حاصل کیا ہے، یا انھوں نے علم والوں سے نہ جاننے والی چیزوں کو حاصل کیا ہے، جس طرح اللہ عز و جل نے قرآن کریم میں اس کا حکم دیا ہے۔ (۲)

۱۔ محمد بن عمرو قدی، ابو عبد اللہ، بنی ہاشم کے متروک ہونے پر حجاز ہے، جدید کہ امام ذہبی نے "المعتمد" میں بیان کیا ہے: ۱۹/۱، انھوں نے لکھا ہے: ان کے متروک ہونے پر حجاز ہے۔ ای مرتب حافظ ابن حجر نے بھی "المتریب" میں ان کو متروک قرار دیا ہے، وہ لکھتے ہیں: "وحدث محمد بن عبد جود بن متروک ہیں۔" ص ۲۹۸، ان کی وفات ۲۰۷ ہجری کو ہوئی۔

۲۔ انظر جمال بن قرعان مساوی سلمہ اللہ تعالیٰ نے اپنا مقالہ "ما رویت و آثارہ" روایتی کتاب ۱۵ جات لکھی ہیں، ابن سعد، تاریخی خدمت میں بطور بی بیٹن کیا ہے، یہ اسلامی لکچر ڈی کا مقالہ ہے۔

۲۔ تاریخ خلیفۃ بن خیاط:

یہ کتاب اگرچہ ”طبقات ابن سعد“ سے چھوٹی ہے، لیکن اس کا امتیاز یہ ہے کہ فقہوں کو ظاہر کرنے کی حیثیت سے اس کے متون محفوظ ہیں، خصوصاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں رونما ہونے والے واقعات کے سلسلے میں اس کے متون محفوظ ہیں۔

۳۔ تاریخ الأمم والملوک۔ مشہور بہ ”تاریخ طبری“:

اس کتاب میں کثرت سے واقعات، آثار اور روایتیں ہیں، لیکن اس میں صحیح اور غلط سب سمجھ ہے، اس سلسلے میں طبری کو بحر مقرر نہیں دیا جاسکتا، کیونکہ انھوں نے کبھی روایتوں کی سندیں بیان کی ہیں، جس نے سند کے ساتھ روایت کی، اس نے روایت کو دوسروں کے حوالے کیا کہ وہ تحقیق کرے، اس طرح اس کی ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے، کتاب کے مقدمے میں ہم نے اس بات کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس کی وضاحت کی ہے۔ ()

۴۔ البدایۃ والنہایۃ۔ تالیف: حافظ ابن کثیر

یہ ”تفسیر القرآن العظیم“ کے مصنف ہیں، جو تفسیر ابن کثیر سے مشہور ہے، یہ کتاب تاریخ طبری کو پڑھنے سے پہلے اس کتاب کے بارے میں تعریف کردہ نکات کو پڑھنے کی وجہ سے کرتے ہیں، ان میں سے ایک کتاب مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ ”مراۃ من آفتاب“ (مولانا محمد کمالی) کی تاریخ الطبری ”مراۃ من آفتاب“ تالیف: ڈاکٹر محمد بن جابر النجی، ص ۱۱۰ دار الفکر بیروت ۱۴۱۰ھ۔

۲۔ تحقیق موقف الصلیبی فی عصر من مراۃ من آفتاب الطبری، تالیف: محمد محمود طبع، دار صیغۃ وفتوح، الکویت، ۱۳۸۵ھ۔

۳۔ ”تفسیر ابن کثیر رضی اللہ عنہ وفتوح الملک فی مراۃ من آفتاب من عمری تاریخ الطبری“ اور ”تفسیر“ تالیف: ڈاکٹر خالد بن محمد فقیہ، طبع: دار الفکر بیروت، ۱۴۱۰ھ۔

۴۔ ”مراۃ من آفتاب من عمری رضی اللہ عنہ فی تاریخ الطبری“ اور ”تفسیر“ تالیف: ڈاکٹر خالد بن محمد فقیہ، طبع: دار الفکر بیروت، ۱۴۱۰ھ۔

اگرچہ سابقہ کتابوں اور مصادر و مراجع کا خلاصہ ہے، لیکن اس کی اہمیت اس لیے ہے کہ ابن کثیر نے بہت سی تاریخی روایتوں پر صحت اور ضعف کا حکم لگایا ہے، کیونکہ آپ حدیث اور علوم حدیث کے امام ہیں، اس کا سب سے بہترین ایڈیشن ڈاکٹر عبد اللہ ترکی کی زیر نگرانی دار الفکر سے شائع ہوا ہے۔

۵۔ تاریخ دمشق۔ ابن عساکر:

یہ بہت وسیع تاریخ ہے، اس کتاب میں ان تمام اہل علم صحابہ وغیرہ کا تذکرہ ہے جو مصنف کی وفات تک شہر آئے تھے، اس کا امتیاز یہ ہے کہ اس میں ہر واقعے کی سند موجود ہے۔

۶۔ تاریخ الإسلام۔ از: شمس الدین ذہبی:

یہ بہت وسیع کتاب ہے اور بڑی مفید بھی ہے، اس میں ہر اسلامی تاریخ کا مکمل قصہ بیان کیا گیا ہے، اور اس کے اہم رموز اور واقعات کا تذکرہ کیا گیا ہے، اس کا امتیاز یہ ہے کہ صرف علامہ ذہبی نے بعض تاریخی واقعات، احادیث اور روایتوں پر نوٹ چھڑایا ہے، علامہ ذہبی علم حدیث اور فہم جرح و تعدیل کے امام ہیں، اس کتاب پر ڈاکٹر بشار عواد معروف نے تحقیق کی ہے، یہ ایڈیشن سب سے بہترین شمار ہوتا ہے۔

۷۔ سیر أعلام النبلاء۔ از: حافظ ذہبی:

یہ مفید کتاب ہے، اس میں علامہ ذہبی نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر اسی وقت تک تاریخ اسلامی کی تاریخ، روزگار، شخصیات کے حالات و واقعات کا تذکرہ کیا ہے، اس کا ایک باب سیرت نبوی اور تاریخ خلفائے راشدین کے لیے مخصوص ہے، اس کا سب سے بہترین ایڈیشن ”الرسالۃ“ سے شائع ہوا ہے۔

۸۔ تاریخ المدینۃ۔ از: ابن شیبہ:

یہ کتاب مفید اور اہم ہے، اس میں ابن شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اکثر روایتوں اور

تاریخی واقعات کی سند بیان کی ہے، اس میں قتلا اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعے کے سلسلے میں بہت سی اہم روایتیں ہیں، اس کتاب میں بعض جگہوں پر متروک روایتیں بھی ہیں، کیوں کہ اس کتاب کے اصل مخطوطے کا بعض حصہ مفقود ہے، مثلاً ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا تذکرہ کتاب میں موجود نہیں ہے۔ (۱)

۹۔ تاریخ ابن خلدون

۱۰۔ المنتظم فی التاريخ۔ ابن جوزی

۱۱۔ العواصم من القواصم۔ از ابو بکر بن عربی

محبت الدین خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کی تحقیق کی ہے اور اس کی تفتیش لکھی ہے، اس کتاب کے دیوان الیڈیشن ہیں، اور کتاب کے مولف کے مقام و مرتبے کی وجہ سے اس کتاب کو بڑی مقبولیت ملی ہے، کیوں کہ ابو بکر بن عربی کا شمار اسلام میں ہوتا ہے، اور اس میں بہت اہم مسائل کے واضح دلائل اور تسلی بخش جوابات دیئے گئے ہیں، یہ کتاب اپنے موضوع میں منفرد ہے، کیوں کہ اس میں ہر شعبے کا دو ٹوک جواب دیا گیا ہے۔

مندرجہ بالا کتابیں تاریخ اسلامی اور اسلامی واقعات میں اہم ماخذ و مراجع ہیں، ورنہ اس موضوع کی لاتعداد کتابیں ہیں، نئی بھی ہیں اور قدیم بھی۔

ہمارے ذہن میں یہ بات ذہنی چاہیے کہ بہت سی ایسی کتابیں ہیں، جن کا موضوع تاریخ نہیں ہے، البتہ ان میں تاریخ اسلامی کے بعض اہم واقعات اور بنیادی مواقع کا تذکرہ ملتا ہے، مثلاً حدیث کی کتابیں، مسانید اور معاجم ہیں، ان میں سے اہم مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ صحیح بخاری

۲۔ صحیح مسلم

۳۔ سنن اربعہ: سنن ابوداؤد، سنن نسائی، سنن ترمذی اور سنن ابن ماجہ

۴۔ مسند امام احمد بن حنبل

۵۔ مصنف ابن ابی شیبہ

۶۔ مشرک حاکم۔ البتہ اس میں بعض ضعیف روایتیں بھی ہیں۔

بہار تراجم صحابہ پر بہت سی کتابیں ترتیب دی گئی ہیں، جن میں سے اہم مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ الاستیعاب فی معرفة الأصحاب۔ ابن عبد البر

۲۔ أسد الغابة فی معرفة الصحابة۔ ابن اثیر

۳۔ الإصابة فی تمييز الصحابة۔ ابن حجر عسقلانی

ان کتابوں میں بہت سے واقعات اور آثار ملتے ہیں، یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ تحقیق کے علاوہ دوسری تاریخی اور حدیث کی کتابوں میں مذکور واقعات و آثار کو تحقیق کی کسوٹی پر رکھنا ضروری ہے اور ان کی سندوں پر جرح و تعدیل کرنا لازمی ہے، تا کہ صحیح اور ضعیف کو الگ الگ کیا جائے۔

تازہ جدید کتابیں: بہت سے محققین نے روایتوں پر تنقید کی ہے اور ان کی تصحیح کی ہے، اور ان میں سے صحیح روایتوں کو ضعیف روایتوں سے الگ کیا ہے، ان میں سے بعض اہم کتابیں مندرجہ ذیل ہیں:

ڈاکٹر علی بن محمود صلابی حفظہ اللہ تعالیٰ کا سلسلہ:

۱۔ الانشراح ورفع الضيق فی سيرة أبي بكر الصديق

۲۔ فصل الخطاب فی سيرة أمير المؤمنين عمر بن الخطاب:

شخصیتہ و عصرہ

۳۔ تيسير الكريم المنان فی سيرة عثمان بن عفان

۴۔ أسعى المطالب فی سيرة أمير المؤمنين علي بن أبي طالب

۵۔ أمير المؤمنين الحسن بن علي: شخصیتہ و عصرہ

۶. معاویہ بن ابی سفیان

۷. عمر بن عبد العزیز

۸. الدولة الأمویة: عوامل الزہار وتداعیات الانھیار

ان کے علاوہ بھی بعض دوسری اہم کتابیں ہیں، جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱. موسوعة التاريخ الإسلامی۔ از: محمود محمد شاكر

۲. اسلامی شخصیات سے متعلق محمود محمد شاكر کی کتابیں

۳. سيرة السيدة عائشة أم المؤمنين۔ سيد سليمان الندوی

۴. أحداث وأحاديث فتنة الهرج۔ از: ڈاکٹر عبد العزیز دخان

صحابہ کے زمانے میں رونما ہونے والے واقعات اور فتوں میں صحابہ کے موقف کی تحقیق میں اس کتاب کی بڑی اہمیت ہے، اس سلسلے میں مروی اکثر روایتوں کی تنقید کی تحقیق کی گئی ہے، فتنے کا تفصیلی تذکرہ کیا گیا ہے اور اس بارے میں صحابہ کے موقف کو بیان کیا گیا ہے، اور اس کے اسباب و اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے، اور اس کے سلسلے میں مسلمانوں کا موقف واضح کیا گیا ہے، یہ کتاب دراصل ڈاکٹر بیٹ کا مقالہ ہے، جس کا پہلا ایڈیشن شارقہ میں مکتبہ انصاریہ کی طرف سے شائع ہوا ہے۔

۵. حقبة من التاريخ۔ از: شیخ عثمان خمیس

اہم معاصر کتابوں میں اس کتاب کا شمار ہوتا ہے، مصنف نے اس میں تاریخ اسلامی کے ایک اہم مرحلے یعنی نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت تک کے زمانے کے بارے میں وارد صحیح روایتوں اور واقعات کو بیان کیا ہے، ان واقعات کے سلسلے میں علماء کے اقوال اور ان میں سے رائج قول کو بیان کیا ہے۔

اس کتاب کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے ہیں، اس کا سب سے بہترین ایڈیشن مکتبہ

الإمام البخاری۔ مصر سے شائع ہوا ہے۔

۶. تحقیق موقف الصحابة من الفتن۔ ڈاکٹر محمد أ محزون:

یہ ڈاکٹر بیٹ کا مقالہ ہے، اس میں تحقیق نے خلفائے راشدین کی خلافت کے عہد کے سلسلے میں وارد اہم روایتوں اور آثار صحابہ کو بیان کیا ہے۔

اس کو دار طیبہ اور مکتبہ الکویت ریاض نے شائع کیا ہے۔

۷. عصر الخلافة الراشدة۔ ڈاکٹر اکرم ضیاء عمری

اس کتاب میں تاریخی روایتوں پر تنقید کی گئی ہے۔

۸. أخطاء يجب أن تصحح من التاريخ۔ ڈاکٹر جمال عبد

الهادی / ڈاکٹر وفاء جمعه

یہ کتابوں کا سلسلہ ہے، جن میں بعض مصنفین اور مطالعہ کرنے والوں کی ان غلطیوں اور غلط نظریات کو بیان کیا گیا ہے، جن کو عہد اسلامی تاریخ کو صحیح کرنے کے لیے پیش کیا جاتا ہے۔

۹۔ التاريخ الإسلامی مواقف وعبر۔ ڈاکٹر عبد العزیز حمیدی

۱۰۔ عبد الله بن سید وأثره فی أحداث الفتنة فی صدر الإسلام۔

شیخ سلیمان عودہ

۱۱۔ لمانا یزیفون التاريخ ویعبثون بالحقائق۔ اسماعیل کیلانی

۱۲۔ أثر الحديث فی نشأة التاريخ عند المسلمين۔ ڈاکٹر بشار

عواد معروف۔

۱۳۔ منهج كتابة التاريخ الإسلامی۔ محمد صامل سلمی

۱۴۔ ابو مخنف و دورہ فی نشأة الكتابة التاريخية۔ علی کامل قرعان۔

۱۵۔ المؤرخون العرب والفتنة الكبرى۔ ڈاکٹر عدنان ملحم

۱۶۔ مرویات ابی مخنف فی تاریخ الطبری۔ ڈاکٹر یحییٰ ابراہیم یحیی۔

۱۷۔ إلام الأنام بما يجب نحو الأعلام۔ تالیف: محمد عبد

الحمید حسونة۔

ان کتابوں کا تذکرہ کرنا ضروری ہے جن کا مطالعہ کرتے وقت اور ان کا حوالہ دیتے وقت چوکنا رہنے اور احتیاط برتنے کی ضرورت ہے، کیوں کہ سابقہ اصول و ضوابط اور مصنفین کے اسلوب تصنیف سے واقف ہوئے بغیر یا تصنیف و تحقیق میں ان کتابوں کو بنیادی مرجع بنانے سے بہت سے مصنفین اور محققین خطرناک غلطیوں کے مرتکب ہوئے ہیں، جن سے براہوت ضروری ہے، اسی طرح امت مسلمہ کے بعض پیر وں اور قائدین کی نھ لمانہ تصویر سامنے آتی ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ کتابیں فقہ بھڑکانے والی ہیں، یا ایسا ادب ہے جس کے شہد میں زہر ملا ہوا ہے، ان کتابوں کے مصنفین رات گزاری کرنے والے قصہ گو اور حراج نگار ہیں، جب ان کو کوئی نکتہ ملتا ہے تو اس کو بیان کرتے ہیں، اور اس کی پرواہ نہیں کرتے ہیں کہ یہ سچ ہے یا جھوٹ۔

ہم نے کتاب کے شروع میں ہی اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ روایتوں اور واقعات پر نظر کرنا اور ان کی تحقیق کرنا ضروری ہے، اگر یہ واقعات اور خبریں آل واصحاب کے سلسلے میں ہیں، جن میں ان کے زہد، بہادری، سخاوت، قربانی، حسن اخلاق، نرم طبیعت اور بہترین خصلتوں کا تذکرہ ہے اور شریعت کے عام اصول سے جڑے ہوئے نہیں ہیں اور فطرتِ سلیمہ ان سے اپنا نہیں کرتی ہے تو ان کا تذکرہ کرنے، ان کو بیان کرنے اور ان کو اپنی تصنیفات میں جگہ دینے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے، کیوں کہ ان روایتوں سے کوئی شرعی اصول کو نقصان نہیں پہنچتا ہے اور اس میں کوئی کمی نہیں آتی ہے، اور ان کو روایت کرنے میں کوئی نقصان نہیں ہوتا ہے اور ان سے آل واصحاب رضی اللہ عنہم کے مقام و مرتبہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا ہے۔

اگر ان واقعات اور روایتوں سے فقہ بھڑکنے کا خطرہ ہو، یا درو کوک موافق کا تذکرہ ہو، یا آل واصحاب رضی اللہ عنہم کا مقام و مرتبہ گھٹتا ہو، یا ان میں اصول شریعت کی مخالفت

پانچواں باب

تاریخ اسلامی کو مسخ کرنے والی کتابیں

ہوتی ہو یا فطرتِ علیہ السلام سے انکار کرتی ہو تو ان بھی روایتوں اور واقعات کی سندوں کی تحقیق کرنا اور ان پر نہ دلائل فیصلہ کرنا ضروری ہے، کیوں کہ آئن اور اصحاب رضی اللہ عنہم کے مقام و مرتبے پر آئی آئے گی تو شریعت اور حاملین شریعت پر آئی آئے گی، خصوصاً یہ کتابیں آل اصحاب رضی اللہ عنہم کی تاریخ کے اسی مراجع اور مصادر نہیں ہیں، قابل اعتماد کتابوں میں انہی روایتیں ہیں جو ان بہترین اور تاریخِ اسلامی کی سب سے افضل نسل کی تابناک تصویر بنانے کے لیے کافی ہیں۔

اہل میں وہ کتابیں پیش کی جا رہی ہیں جن کو پڑھتے وقت چونکا رہنے کی ضرورت ہے:

۱۔ الان غانی۔ از ابو فرج اصفہانی

یہ شاہِ عمری، طنز و مزاح اور لطیفوں کی کتاب ہے، اس کا تاریخ کے ساتھ کوئی بھی تعلق نہیں ہے، اصفہانی نے اس میں بہت سے جھوٹے واقعات، خبریں، بے حیالی کی باتوں اور نفرت انگیز توہمیت کو بھر دیا ہے، اسی طرح خلفائے امت پر طعن و تشنیع کی گئی ہے، اور بعض اہل بیت کی شخصیات پر کچھ اچھا لایا ہے، مثلاً سیدہ بنت حسین رضی اللہ عنہا وغیرہ کو بے جا تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے۔

مصنف کی طرف سے یہ بے بنیاد کوشش ہے کہ اسلامی معاشرہ کو ان کے روحانی اور ربانی وراثت سے جوڑنے والی مضبوط دیوار میں شکاف بنایا جائے، تاکہ اس کے بعد امت مسلمہ کو ان قدروں کے سرچشموں سے کاٹنا آسان ہو جائے جن سے امت ماضی میں پوری طرح مربوط تھی، تاکہ امت اپنے ان اصولوں پر فخر کرنے کے احساس سے محروم ہونے کے بعد ہر طرح کے حملے کا شکار ہونے کے لیے تیار ہو جائے، جو اصول اصفہانی وغیرہ کے خیال میں شک کے دائرے میں ہیں، جب کہ امت مسلمہ آل اصحاب رضی اللہ عنہم کی تاریخ کا مطالعہ کرتے وقت حاصل ہونے والی اور قدوسی جھوٹوں سے محروم ہو چکی ہو۔

جو اس کتاب کو غور سے پڑھے گا، اس کے سامنے یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ اصفہانی نے اپنی کتاب ایمانی میں روایتوں اور واقعات کے نقل کرنے میں اسلامی حرمات کو

بہت ہی زیادہ پامال کیا ہے، ہم نے یہ بات پہلے بھی بتائی ہے کہ انھوں نے حرمات کو پامال کرنے سے بھی بڑھ کر اہل بیت کی حرمت کو تاراج کیا ہے، مسلمانوں کے دلوں میں جن کی ایک عزت، وقار، اکرام، محبت، پاک دامنی اور عفت کا احساس ہے، اصفہانی نے حضرت فاطمہ بنت مصطفیٰ رضی اللہ عنہا کی پوتی سیدہ بنت امام حسین رضی اللہ عنہا کو ایسی شکل میں پیش کیا ہے، جس سے عام مسلم عورت بھی محفوظ ہے، پھر جنتی نو جوانوں کے سردار کی دختر سیدہ رضی اللہ عنہا ایسی کہی ہو سکتی ہے؟

ان بے شک واقعات میں سے ایک واقعہ اصفہانی نے اپنی کتاب ”الان غانی“ میں یہ بیان کیا ہے کہ سیدہ بنت حسین رضی اللہ عنہا ایک مفتی کے پاس جایا کرتی تھی، جس نے غز سے تو بہ کر لی تھی اور وہ اللہ کی عبادت کے لیے فارغ ہو گیا تھا، اصفہانی کے بیان کرنے کے مطابق حضرت سیدہ اس مفتی کے تو بہ کرنے کی وجہ سے بڑی غمگین تھی، اور ان کی خواہش تھی کہ یہ مفتی ان کے پاس گائے، اور وہ (نعوذ باللہ) اس کو بہکانے کی انتھک کوشش کرتی تھی!! اس کے علاوہ بھی بہت سے قصے در کہانیاں ہیں، جن کو اصفہانی نے اپنی کتاب میں جھڑپی ہے، اصفہانی کو یہ خیال نہیں آیا، بلکہ اس نے جان بوجھ کر یہ بات بھلا دی کہ کربلا میں سیدہ کے والد حضرت حسین اور ان کے خاندان والے کن مصیبتوں سے گزرے تھے، ان میں سے اکثر شہید ہو گئے تھے، یہ واقعہ ہر مسلمان کے لیے بڑا غمناک اور تلخ واقعہ ہے، پھر حضرت سیدہ کے دل کا کیا حال ہوا ہو گا!! (۱)

اصفہانی نے یہ بھی جرات کی ہے کہ فرزدق نے جو قصیدہ زین العابدین علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلے میں کہا تھا جس کا مطلع ہے:

هذا الذي تعرف البطحاء.....

اس کا انکار کیا ہے کہ یہ قصیدہ کے سلسلے میں کہا گیا ہے، ڈاکٹر ولید اعظمی (اللہ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے) نے اپنی بہترین کتاب ”السيف اليماني في نحرنا صفهاني صاحب

الاعانی میں اس کتاب کا جائزہ لیا ہے اور اس پر بہترین کلام کیا ہے۔ (۱)

اہم آل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور صدر اوس کی شخصیات کے سلسلے میں مطالعہ کرنے میں "الأغناسی" پر اعتنا دیکر اس سے چوکنہ کرتے ہیں، اور اس کتاب میں بیان کردہ رسوا کن باتوں سے دور رہنے کی تلقین کرتے ہیں، جن کی طرف ولید عظمیٰ نے اپنی کتاب "السيف الیمانی" میں اشارہ کیا ہے، البتہ ان روایتوں اور واقعات کے علاوہ اس کتاب میں جو ادبی لفظ کف و طرائف اور حسن اخلاق اور عزت کی حفاظت کی دعوت دینے والے اشعار ہیں، تو ایسی چیزوں سے فائدہ اٹھانے میں کوئی حرج نہیں ہے، کیوں کہ اس میں بڑی تعداد میں ادبی اشعار اور خبریں ہیں، البتہ دوسری بھی ایسی کتابیں موجود ہیں جو اس کتاب سے بے نیاز کرنے والی ہیں۔

۲۔ العقد الفرید۔ ابن عسکریہ

یہ صرف ادب اور طرز و مزاج کے قصوں کی کتاب ہے، پھر کوئی عقل مند اس طرح کی کتاب کو اسلامی تاریخ کے اہم مرحلے کی تحقیق کا بنیادی مرجع کیسے بنا سکتا ہے؟ اس کتاب کے محقق نے مقدمے میں تحریر کیا ہے: "اس کتاب میں صحیح کے ساتھ بیکار باتیں بھی ہیں، جن کی نہ سندیں ہیں اور نہ راویوں کا تذکرہ ہے، مصنف نے ایسے مراجع پر اعتماد کیا ہے جن کا حوالہ دینا جائز نہیں ہے"۔ (۲)

اصح دارالوقایہ مصر، استفہانی کے مطلع حالات زندگی کے لیے دیکھئے، نجم المومنین ۲/۲۳۳، سیف الیرانی کے علاوہ استفہانی کے سلسلے میں دو بہترین تحقیقی مقالے محمد حمزہ قاسم نے لکھے ہیں۔

استفہانی کے سلسلے میں ان کے علاوہ بہت سی کتابیں بھی لکھی ہیں، خواہ انسانی نے لکھا کتاب "رہضات الجنات" میں اس کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا ہے انھوں نے ایک جگہ لکھا ہے: "یاد ہو یہ کہ میں نے اس کی مذکورہ کتاب "الکافائی" کو سرسری پڑھا ہے، پھر بھی مجھے اس میں بیکار باتوں اور گمراہی یا لیب و لب میں مبتلا لوگوں کے قصوں میں شغولیت اور اہل بیت کے عوم سے کردہ کٹھن کے علاوہ کچھ بھی نہیں ملا۔" ۲/۲۵۵۔ دارالاسلامیہ

۱۔ تحقیق احمد الحدادی کا مقدمہ ۱۶، دوسرا ایڈیشن۔ شائع کردہ: مکتبہ ابن حبیہ محمد رشید رضا نے اپنی تفسیر "الناسخ" میں اس کتاب پر کلام کیا ہے، دیکھا جائے: ۵/۵۵، اس طرح مشہور حسن سلمان کی کتاب "کتاب حذر منہ العقد" کی طرف بھی رجوع کیا جائے: ۴۵/۴۰

۳۔ الإمامة والسیاسة: جواب ابن قتیبة کی طرف منسوب ہے

یہ کتاب ابن قتیبة رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کی گئی ہے، یہ بہت کچھ نہیں ہے، کیوں کہ اس کے بہت سے اسباب ہیں جن میں سے اہم مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ جن کتابوں میں ابن قتیبة کے حالات زندگی تحریر کیے گئے ہیں، ان میں آپ کی تالیف کردہ کتابوں میں "الإمامة والسیاسة" کے نام سے کسی کتاب کا تذکرہ نہیں ملتا۔

۲۔ کتاب کے مصنف، ابن ابی یعلیٰ سے اس طرح روایت کرتے ہیں کہ گویا ان کی ابن ابی یعلیٰ سے ملاقات ہوئی ہے، ابن ابی یعلیٰ، محمد بن عبد الرحمن بن ابی یعلیٰ ہیں جو فقیہ اور کوفہ کے قاضی ہیں، جن کی وفات ۱۳۸ ہجری کو ہوئی، جب کہ ابن قتیبة کی پیدائش ۲۱۳ ہجری کے بعد ہی ہوئی ہے، چنی ابن ابی یعلیٰ کی وفات کے ۶۵ سال بعد۔

۳۔ کتاب پڑھنے والے کو ابتدائی میں اس کا خیال ہونے لگتا ہے کہ انھوں نے دمشق اور مراکش میں قیام کیا ہے، حالانکہ ابن قتیبة کے سلسلے میں یہ بات مشہور ہے کہ وہ بغداد میں رہے، وہاں سے صرف دینور گئے تھے، اس کے علاوہ کہیں اور جگہ کا ذکر نہیں کیا، بہت سے محققین نے اس کی وضاحت کی ہے کہ یہ کتاب ابن قتیبة کی طرف منسوب

کی گئی ہے، اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے، ان میں سے بعض محققین مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ ڈاکٹر شریعت عکاش نے ابن قتیبة کی کتاب "السعارف" کی تحقیق میں اس کو بیان کیا ہے، ڈاکٹر شریعت بیسویں صدی کی چھٹی دہائی میں مصر کے وزیر ثقافت تھے۔

۲۔ ابن قتیبة کی کتاب "عیون الأخبار" کے مقدمے میں محمد اسکندری نے اس پر بحث کی ہے۔

۳۔ محبت الدین خطیب نے ابن قتیبة کی کتاب "المیسر والقناع" کے مقدمے میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔

۴۔ ڈاکٹر محمد نجم نے اس پر ایک مستقل مضمون تحریر کیا ہے: "الإمامة والسیاسة المنسوب لابن قتیبة من هو مؤلفہ" مجلہ لائبریات میں شائع ہوا ہے۔ (بروت شمارہ ۱۲)

ان کے علاوہ بھی بہت سی تحقیقات اور مقالے ہیں جو اس موضوع پر تحریر کیے گئے ہیں۔

۴۔ مروج الذهب۔ مسعودی:

یہ کتاب سندوں سے بالکل خالی ہے اور عجیب و غریب حکایات اور خرافات سے بھری پڑی ہے، شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اس کتاب کے سلسلے میں فرمایا ہے: ”تاریخ المسعودی میں اتنے جھوٹ ہیں جن کا شمار اللہ کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں کر سکتا، اس کہانی پر کیسے اعتبار کیا جاسکتا ہے جس کی سند منقطع ہو اور ایسی کتاب میں ہو جو جھوٹ کی کثرت میں مشہور ہو۔“ (۱)

ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: ”مسعودی اور واقدی کی کتابوں میں ایسی مطعون اور جھوٹی روایتیں ہیں جو حفاظ حدیث اور ثقافت کے نزدیک مشہور و معروف ہیں۔“ (۲)

۵۔ شرح نہج البلاغۃ۔ ابن حدید معترلی:

ابن ابی حدید جرج و تقدیل کے علماء کے نزدیک ضعیف ہے، بلکہ اگر کوئی اس کتاب کی تالیف کے سبب پر غور کرے تو اس کو کتاب اور صاحب کتاب پر شک کرنا ضروری ہو جائے گا، اس نے یہ کتاب تاریخوں کے ہاتھوں و کھوں مسلمانوں کے قتل کا سبب بننے والے وزیر بن علقمی کے لیے تالیف کی ہے۔

خوانساری نے ابن ابی حدید کی اس کتاب کے بارے میں لکھا ہے: ”انھوں نے یہ کتاب وزیر مویہ الدین محمد بن علقمی کے کتب خانے کے لیے تحریر کی۔“ (۳)

بہت سے علماء نے کتاب اور مصنف کی مذمت کی ہے، میرزا حبیب اللہ خوئی نے ابن حدید کو یوں متعارف کیا ہے: ”یہ اہل درایت اور روایت میں سے نہیں ہیں۔۔۔۔۔ ان کی رائے فاسد ہے اور ان کی نظر کوتاہ ہے۔۔۔۔۔ اس نے منافع بہت کیے ہیں۔۔۔۔۔ اس نے بہت

سوں کو صحیح راستے سے گمراہ کیا ہے اور خود گمراہ ہوا ہے۔“

میرزا نے اس کتاب کو بہت سے القاب سے نوازا ہے، ان میں سے بعض القاب مندرجہ ذیل ہیں: ”روح کے بغیر جسم۔۔۔۔۔ اس کتاب میں مغرب میں ہے، صرف پھلکے ہیں۔۔۔۔۔ اس کتاب کا زیادہ فائدہ نہیں ہے۔۔۔۔۔ اس میں ایسی اعیانہ قیاس و بیانات ہیں جن سے طبیعت تنفر ہو جاتی ہے اور کان بے زار ہو جاتے ہیں۔“ (۱)

۶۔ السقیفۃ۔ از: سلیم بن قیس

یہ شخص ہی مجہول اور غیر معروف ہے، سمحوں کے نزدیک اس کتاب کی سند ضعیف ہے، اس میں آل بیت کی تصویر بہت ہی زیادہ مسخ کی گئی ہے، مصنف ایسی بعض جھوٹی اور باطل روایتوں کو بیان کرتا ہے جن سے بہادر و شجاع امیر المومنین علی بن ابوطالب کی قدر و منزلت گھٹتی ہے، مثلاً اس نے لکھا ہے:

”وہ اپنا حق لینے میں بزدل ہو گئے (نحوۃ باللہ)

”انھوں نے فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کو رات کے وقت ایک گدھے پر سوار کر دیا اور مہاجرین و انصار سے اس کی التجا کی اور ان سے بھیک مانگی کہ وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کو چھین لیں۔“

”انھوں نے صحیح قرآن کریم کو چھپایا اور لوگوں کو ناقص قرآن پر مستعد کرنے کے لیے چھوڑ دیا!!“

”انھوں نے صحابہ کو اس کی کھلی چھوٹ دی کہ وہ خلیفہ عورتوں کی سردار فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے سامنے ماریں اور انھوں نے کوئی بھی حرکت نہیں کی، ان کے علاوہ بہت سے دوسرے واقعات ہیں جن کی کوئی سند نہیں ہے، اور نقل مندوں کا ذوق ان کو قبول ہی نہیں کر سکتا ہے، اس کو بہت سے علماء کرام نے بیان کیا ہے، مثلاً آیۃ اللہ محمد فاضل اللہ جیسے

لوگوں نے ان روایتوں کا انکار کیا ہے جن کو بعض لوگ مسلمانوں کے درمیان تفرقہ ڈالنے اور ان کو متحد کرنے والے حقائق سے دور کرنے کے لیے پھیلاتے ہیں، جس طرح سلیم بن قیس وغیرہ کی کتابوں سے نقل کرنے والے یہ کام کرتے ہیں، آیۃ اللہ محمد فضل اللہ نے ان جیسی باطل روایتوں کو پھیلا نے پر اپنی تاریخی ظاہر کی ہے اور اس کو ناپسند کیا ہے جن روایتوں میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر پر حملہ کیا گیا، دروازہ توڑا گیا اور اس کو آگ لگا دی گئی، فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کی پٹلی توڑی گئی اور آپ کا حمل ضائع ہو گیا، فضل اللہ نے بیان کیا ہے کہ یہ بات بہت ہی بعید ہے اور عقل اس کو قبول ہی نہیں کر سکتی ہے، انھوں نے اس بات کو یوں واضح کیا ہے کہ مسلمان فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے، یہ ناممکن ہے کہ کوئی اس طرح کا اقدام کرے۔ (۱)

فضل اللہ کے ان نظریات کی بہت سے عقلاء نے تائید کی ہے، مثلاً استاذ احمد کا حب نے اس موضوع پر تحریر کیا ہے (۲) یہ تصحیح کرنے والی اور عقلی انداز میں سمجھنے والی تحریک ہے، بعض متعصب لوگوں کی طرف سے اس پر سخت ترین تنقیدیں کی گئی، یہاں تک کہ ان لوگوں نے فضل اللہ کو کافر قرار دیا اور ان کے ایمان، عقیدے اور اخلاص پر شک کیا، یہ سب ایک باطل حدیث کے انکار کی وجہ سے کیا گیا، اس واقعے کے انکار کی وجہ سے فضل اللہ کو کافر قرار دیے جانے اور ان کو شدید تنقید کا نشانہ بنائے جانے کی تعلیمات سے واقف ہونا ہو تو محمد باقر صافی کی کتاب "فتنة فضل الله"، جعفر علی کی کتاب "مأساة الزهراء"، اور محمد علی ہاشمی شہیدی کی کتاب "الحوزة العثمانية تدين الانحراف" کی طرف رجوع کیا جائے۔

اس طرح کے باطل واقعات اور باتوں کو بیان کرنے والی یہ کتاب "السقيفة" کی محنت میں ہی شک ہے، بلکہ بعض علماء نے اس کتاب کو موضوع قرار دیا ہے۔

۱۔ نوری رحمہ اللہ، ازالہ حیل، ج ۱، ص ۱۹۱

۲۔ انھوں نے ایک مضمون تحریر کیا ہے جس کا عنوان ہے "فضل اللہ بنو قریظہ رضی اللہ عنہما کا رسالہ "نہار" انیا" ۱۴/۱۹۹۹ء، محمد کا ایک اہم تحقیقی مقالہ ہے جس کا عنوان ہے "آل خور و مظلومہ لاجراء" اس میں اس موضوع سے متعلق سب باطل واقعات اور حالات پر کتاب کی گئی ہے۔

شیخ الطائفة المنقید نے لکھا ہے: "یہ کتاب ناقابل بھروسہ ہے، اس کی اکثر روایتوں پر عمل کرنا ناجائز نہیں ہے، اس میں غلط ملط اور تدلیس ہوئی ہے"۔ (۱)

غضائری نے لکھا ہے: "کتاب میں مشہور منکرات ہیں، میں تو اس کتاب کو موضوع ہی سمجھتا ہوں"۔ (۲)

حلی نے سلیم بن قیس کی اس کتاب کے بارے میں لکھا ہے: "اس کی کتاب موضوع ہے..... اس کی سندیں گھڑی ہوئی ہیں"۔ (۳)

حلی نے یہ بھی لکھا ہے کہ ابان بن ابی عیاش کو جھوٹا اور حدیث گھڑنے والا کہا گیا ہے، انھوں نے لکھا ہے: "کہا گیا ہے کہ اس نے سلیم بن قیس کی کتاب گھڑی"۔ (۴)

غضائری نے ابان بن ابی عیاش کے تعارف میں لکھا ہے: "یہ ضعیف ہے، قابل التفات نہیں ہے، ہمارے علماء سلیم بن قیس کی کتاب گھڑنے کی نسبت اس کی طرف کرتے ہیں"۔ (۵)

ہاشم معروف حسینی نے لکھا ہے: "سلیم بن قیس جھوٹوں میں سے ہیں، اس کی طرف منسوب کتاب میں لکھا ہے کہ محمد بن ابوبکر نے اپنے والد کو انتقال کے وقت وصیت کی، جب کہ ان کی عمر دو سال کے قریب تھی"۔ (۶)

۷۔ السقيفة: عبد العزيز جوهری

اس کتاب کی کوئی قدر و قیمت اور وزن نہیں ہے، اس کے اسباب مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ اس کتاب کا مولف غیر معروف ہے، جرح و تعدیل کی کتابوں میں ان کی کوئی

۱۔ تصحیح عقائد اسلامیہ ص ۵/۱۳۹

۲۔ الرجال: ابن غضائری ص ۱۱۹، انصار سلیم بن قیس ص ۱۹۳

۳۔ کتاب الرجال لابن واصل ص ۷۰، انصار سلیم بن قیس ص ۳۲۷

۴۔ انصار ص ۲۲۱، ۲۲۲

۵۔ الرجال: ابن غضائری ص ۳۶

۶۔ الموضوعات فی الاثار و الآثار: ہاشم معروف حسینی ص ۱۸۴

توثیق نہیں ملتی ہے، صرف ابن ابی حدید نے ”نہج البلاغہ“ کی شرح میں ان کی توثیق کی ہے، خود ابن ابی حدید کا کیا حال ہے، اس کا تذکرہ گذر چکا ہے، وہ اہل روایت اور روایت میں سے نہیں ہے، ان کی توثیق کا کوئی اعتبار ہی نہیں ہے، خوئی، ابن ابی حدید کی طرف سے جوہری کی توثیق کو قبول نہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”اس (جوہری) کی توثیق ثابت نہیں ہے، کیوں کہ ابن ابی حدید کی توثیق کا اعتبار نہیں ہے۔“ (۱) جوہری کے غیر معروف اور مجہول ہونے پر یقین میں اضافہ اس سے ہوتا ہے کہ طوسی نے ”الفہرستہ“ میں جوہری کا تذکرہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ ان کی ایک کتاب ”السقیفہ“ ہے، جب ہم طوسی کی کتاب ”الفہرستہ“ کی طرف رجوع کرتے ہیں تو ہمیں وہ یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں: ”جن مصنفین اور اصحاب اصول کا میں نے تذکرہ کیا ہے تو ان کے سلسلے میں کی گئی جرح و تعدیل کو ضرور بیان کیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ اس کی روایت پر اعتماد کیا جائے گا یا نہیں۔“ (۲) طوسی نے جب جوہری کا تذکرہ کیا ہے تو ان کے سلسلے میں کسی کے جرح و تعدیل کو بیان نہیں کیا ہے، جس سے اس کے مجہول اور غیر معروف ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ (۳)

۲۔ جب ہم اس کتاب کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں صاف طور پر نظر آتا ہے کہ اس کے مصنف نے ایسی منکر روایتوں اور اقوال کو بیان کیا ہے جن کی متابعت کوئی دوسرا نہیں کرتا ہے اور ان کے علاوہ کسی دوسرے نے ان کو نقل بھی نہیں کیا ہے، جس سے اس کتاب اور خصوصاً اس کے مصنف کے سلسلے میں شک ہونے لگتا ہے، وہ ایک ایسے اہم اور پرخطر مرحلے کے بارے میں بیان کر رہا ہے جس کے سلسلے میں کوئی بات واضح دلیلوں اور صحیح سندوں کے بغیر قبول ہی نہیں کی جاسکتی۔

۳۔ اس کتاب کی اکثر سندیں اور راوی ضعیف ہیں، اس میں ایسے ایسے مجہول اور ضعیف راوی ہیں جن کے بارے میں اللہ ہی واقف ہے، مثلاً جوہری نے ایک سندوں

بیان کی ہے: ”حدثنا احمد بن اسحاق بن صالح عن أحمد بن سيار عن سعيد الأنصاري عن رجاله“، احمد بن اسحاق کون ہے؟ ہم نہیں جانتے!! سعید کے آدمی کون ہیں؟ اللہ ہی اس سے واقف ہے! (۱)

۸۔ تاریخ یعقوبی:

اس کتاب میں اکثر روایتیں واقدی اور ابو خضف اوہ بن یحییٰ سے لی گئی ہیں، اس میں آل بیت اور اصحاب رضی اللہ عنہم کے سلسلے میں سندوں کے بغیر مرسل روایتیں کی گئی ہیں، ضعف کی طرف اشارہ کرنے والی عبارتوں کا کثرت سے تذکرہ کیا گیا ہے، مثلاً: قیل (کہا گیا ہے)، روی (روایت کی گئی ہے)، روی بعضهم (بعض لوگوں نے کہا ہے)، قال بعضهم (بعض لوگوں نے کہا ہے)، وغیرہ۔ (۲)

مصنف کی طرف سے اس تاریخ کے لکھنے سے پہلے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ان کی دشمنی تھی، جس کی وجہ سے یہ تاریخ صحیح نہیں ہے۔ تاریخ یعقوبی دو ابواب میں منقسم ہیں:

پہلا باب: اس میں مصنف نے سابقہ قوموں کے سلسلے میں خرافات کو جمع کیا ہے، انبیاء کرام علیہم السلام کی زندگی اور واقعات کے سلسلے میں مصنف کثرت سے انجیل اور تورات سے دلیل پیش کرتے ہیں اور اس قرآن کریم کو ترک کرتے ہیں جس میں کسی شک کی گنجائش ہی نہیں۔

دوسرا باب: اس باب میں مصنف نے سیرت نبوی اور خلفائے راشدین کے حالات زندگی کو اختصار نقل اور منقطع و مرسل روایتوں اور جھوٹی حدیثوں کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ کتاب کی علمی قدر و قیمت نہ کے برابر ہے، ڈاکٹر محمد صالح سلی تاریخ یعقوبی کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے کہتے ہیں: ”اس کتاب میں تاریخ اسلامی کے سلسلے میں

اخر اہل جھوٹ اور ذہنی قوت کو مسخ کرنے کی نمائندگی کی گئی ہے، یہ کتاب بہت سے مستشرقین اور ان سے متاثر نام نہاد مسلمانوں کا مرجع ہے، جنہوں نے تاریخ اسلامی اور مسلم شخصیات پر کچھ اچھا ہے۔^(۱)

۹۔ فرائد المصنوعین۔ حموی

حافظ ذہبی نے اس کتاب اور مصنف کے بارے میں لکھا ہے: ”وہ کسی تمیز کے بغیر ہر طرح کی باتوں کو جمع کرنے والے تھے، انھوں نے رسول اللہ ﷺ تک دو تین اور چار واسطوں سے پہنچنے والی باطل اور جھوٹی روایتوں کو جمع کیا ہے۔“^(۲)

۱۰۔ المختصر فی أخبار سید البشر۔ ابوالفداء

یہ کتاب ساقیہ کتاب کی طرح ہی ہے، اس میں بہت سی موضوع اور باطل روایتیں اور واقعات ہیں۔

خلاصہ کلام

۱۔ آل بیت، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور صدر اولیٰ اسلامی تاریخ کے بارے میں گفتگو کرتے وقت قرآن کریم اور حدیث نبوی کے منہج اور اسلوب کو پیش کرنا ضروری ہے۔
۲۔ روایت کے صحیح ہونے کا اہتمام کرنا شرعی اصول ہے، اس میں تسامح برتنا کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے۔

۳۔ تاریخ اسلامی کو پڑھتے وقت، اس کے بارے میں لکھتے وقت اور اس کو ترتیب دیتے وقت ان اہم کتابوں کا تذکرہ کرنا ضروری ہے جن پر اعتماد کرنا ضروری ہے۔
۴۔ تاریخ اسلامی کے غیر اصلی اور ناقابل اعتماد مصادر اور مراجع پر اعتماد کرنے کے خطرے سے چوکنا کرنا چاہیے، جس کے نتیجے میں غلط معلومات جمع ہوتی ہیں، چاہے بالا راہ ہو یا بدعتی کی بنیاد پر، یا ناواقفیت اور تسامح کی بنیاد پر۔

۵۔ تاریخ اسلامی کے بارے میں لکھنے والے اور اس کو پڑھنے والے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اپنے خیال کو آزاد نہ چھوڑے کہ جو بھی واقعہ ملے اس کو بیان کیا جائے، یا بے سوچے سمجھے احکام لگائے جائیں، یا کسی پہلو، کسی اصول یا کسی مسئلہ میں جانبداری برتی جائے، جس سے بڑی غلطیاں سرزد ہو جائیں، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ واقعات ناقص اور مسخ شدہ ہوتے ہیں، اور احکام ظالمانہ ہوتے ہیں، یا قابل اطمینان نہیں رہتے، یا ثابت شدہ صحیح اصولوں اور بنیادوں پر توجہ نہیں دی جاتی، جس سے حقوق ضائع ہو جاتے ہیں۔

والحمد لله رب العالمین، وصلى الله وسلم على نبينا الامین

وآله الطیبین وصحابته الغر المیابین

اپنے خیالات پیش کرنے کی درخواست

محترم پڑھنے والا!

یہ ایک علمی کوشش ہے، جس کو ایک انسان کی طرف سے پیش کیا گیا ہے، اس میں غلطی بھی ہو سکتی ہے، اس کتاب کو پڑھنے والوں سے درخواست ہے کہ وہ اپنی آراء سے ہم کو محروم نہ کریں اور اپنے خیالات ہماری خدمت میں ارسال کریں، کیوں کہ آپ لوگوں کی رائے بڑی اہمیت رکھتی ہیں؛ کیوں کہ اگلے ایڈیشنوں میں اس سے کتاب پایہ تکمیل کو پہنچے گی، اور اس سے بھلائی اور تقویٰ کے کاموں میں تعاون ہوگا۔

مؤلف: عبدالکریم بن خالد الحری

alharbi@gmail.com

من إخواننا
More Others

